ارشاداتِ رحمانی
مفکر اسلام شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب
مدظلہ العالی کے گراں قدر ملفوظات وارشادات
کا مجموعہ
مرتب
مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی
(خلیفہ ومجاز حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی)
شائع کردہ
خانقاہ نقشبندیہ رحمانیہ
بسم اللہ باغ، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر

ارشادات رحمانی

مفکر اسلام شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب
مدظلہ العالی کے گراں قدر ملفوظات وارشادات
کا مجموعہ

مرتب
مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی
(خلیفہ ومجاز حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی)

شائع کردہ
خانقاہ نقشبندیہ رحمانیہ
بسم اللہ باغ، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر

تفصیلات

نام کتاب : ارشاداتِ رحمانی

مرتب : مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی (خلیفہ ومجاز حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی)

سن اشاعت : اکتوبر ۲۰۱۳ء

تعداد اشاعت : 1100

صفحات : ۵۶

طباعت : نورانی آفسیٹ پریس

کمپوزنگ : مفتی محمد اسحاق ملی (انچارج شعبۂ کمپیوٹر، ادارہ صوت الاسلام، مالیگاؤں)

قیمت : ۲۰/روپے

ملنے کے پتے

(۱) خانقاہ نقشبندیہ رحمانیہ

(مسجد ہدایت الاسلام، بسم اللہ باغ، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر)

Mob : 09226844484

(۲) دارالاشاعت خانقاہ رحمانی مونگیر، بہار

Mob : 06344222207

(۳) محفوظ بکڈپو Mob : 09270336171

فتح میدان، نزد بھاؤ میاں مسجد، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر

(۴) مفتی عبدالعظیم ملی صاحب

گلی نمبر ۲۹، پٹیل ہوٹل، نیو بائیجی پورہ، اندرانگر، اورنگ آباد

Mob : 08411939314

کتاب سے پہلے

ازقلم: محمد عمرین محفوظ رحمانی

اللہ کریم ہے، بن مانگے اپنے حقیر بندوں کونوازتا ہے اس کی نوازش کے لئے نہ قابلیت ضروری ہے نہ لیاقت۔ جب جسے جو چاہے دیتا ہے اور دے کر نہ احسان جتاتا ہے نہ لینے والے کو شرمندہ ہونے دیتا ہے، دیتا ہے اور دیتا ہی چلا جاتا ہے اس کی نوازش بے نہایت، اس کی عطا بے شمار، اس کی سخاوت بے حساب!

فقیر راقم الحروف کو بھی پاک پروردگار نے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ان میں سے ایک عظیم اور قابل قدر نعمت سیدی و مرشدی حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی سے بیعت کی سعادت اور آپ کی خدمت میں بار بار حاضری اور آپ سے استفادہ بھی ہے۔ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ کیسے ناکارہ انسان کو کتنے مبارک قدموں میں پہنچایا گیا، اور ایک یتیم کو کس طرح ایک مشفق ہستی کی نگرانی، سرپرستی اور ان کی بے پایاں محبت و شفقت عطا کی گئی۔

۲۰۰۳ء میں حضرت اقدس مدظلہ العالی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل ہوئی، اور حضرت مدظلہ العالی کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی عجیب برکت ظہور پذیر ہوئی۔

وہ سیاہیاں بھی سمٹ گئیں وہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

بیعت کے دوسال کے بعد حضرت اقدس مدظلہ العالی سے مراسلت شروع ہوئی جس کا سلسلہ بحمداللہ اب تک جاری ہے، اور حضرت اقدس کے تقریباً سو خطوط فقیر کے پاس محفوظ ہیں جو میرے لئے رہنمائی، ہدایت، برکت اور سعادت کا ذریعہ ہیں۔حضرت اقدس کے حکم پر رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ میں پہلی مرتبہ خانقاہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، یہ زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے۔اس کے بعد ہر سال رمضان المبارک میں حاضری اور خانقاہ میں اعتکاف کا معمول بن گیا، دو ایک سال کے بعد رمضان المبارک کے علاوہ بھی سال کے مختلف حصوں میں حاضری کی سعادت نصیب ہونے لگی۔۱۴۲۷ھ میں حضرت اقدس کے حکم پر مسلسل پینتیس دن خانقاہ میں

قیام رہااورذکر وظیفے کی پابندی اور سلوک وتربیت کے مختلف مرحلوں سے گزرنے کا موقع ملا۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی سے اصلاحی تعلق قائم کرکے کیا کیا پایا؟ کن سعادتوں سے نوازا گیا؟اس کے بیان کرنے کا نہ یہ موقع ہے نہ اس کی ضرورت۔ ہاں یہ ضرور عرض کرسکتا ہوں کہ اگر حضرت اقدس سے تعلق نہ قائم ہوتا تو آج زندگی کا رخ وہ نہیں ہوتا جو ہے۔

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
تو ٹھہرے جس شجر تلے نہال ہو

یہ بھی سچائی ہے کہ ایسی عظیم المرتبت اور بابرکت شخصیت کے قدموں میں بیٹھ کراوران کی رہنماہدایات سے فائدہ اٹھا کر جو کچھ حاصل کیا جاسکتا تھا اپنی غفلت، لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے حاصل نہ کرسکا،لیکن جو کچھ ملا، جو کچھ پایا وہ بھی مجھ جیسے چھوٹے ظرف والے کے لئے بڑی چیز ہے۔

قليل منك يكفيني ولاكن
لايقال لقليلك قليل

یہ بھی اللہ کی عنایت ہے کہ اس نے حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت میں باربار حاضری،اورآپ کی تربیت سے استفادے کے ساتھ ساتھ آپ کے گراں قدر ارشادات و ملفوظات محفوظ کرنے کا موقع بھی عطافرمایا،انہی ارشادات وملفوظات کا ایک حصہ اس رسالے کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہاہوں۔حضرت اقدس مدظلہ العالی کی مبارک شخصیت خدمت کے مختلف خانوں میں بٹی ہوئی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے ان ارشادات میں بھی تنوع اور رنگارنگی ہے۔اس رسالے میں جوملفوظات وارشادات پیش کئے جارہے ہیں دو چار کے سوا سب حضرت اقدس مدظلہ العالی کے ملاحظے سے گزرکر استناد حاصل کرچکے ہیں،ارشادات کے علاوہ بعض اہم اصلاحی خطوط کے چند اقتباسات بھی درج کئے گئے ہیں اوروہاں اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔اللہ پاک اپنے کرم سے اس رسالے کوقبول فرمائے اور پڑھنے والوں کے لئے ہدایت،نجات اور مغفرت کا ذریعہ بنائے۔آمین یارب العالمین

محمد عمرین محفوظ رحمانی

۹رذی الحجہ ۱۴۳۴ھ،

مطابق ۱۵راکتوبر ۲۰۱۳ء

اللہ کا کرم ہے کہ ۷ رفروری ۲۰۱۳ء سے ۱۷رفروری ۲۰۱۳ء تک ملک کی عظیم اورآبادترین خانقاہ "خانقاہ رحمانی" میں اپنے محسن ومربی مرشد شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ العالی کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا یہ بھی اللہ کی عنایت ہے کہ ہر مرتبہ کی حاضری میں اس بات کا اہتمام کرنے کی توفیق ملتی ہے کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے گراں قدر ملفوظات محفوظ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔اس مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا اور حضرت اقدس کے ملفوظات مرتب کر کے حضرت کی خدمت میں پیش کیے اور حضرت اقدس نے ملاحظہ فرما کر مناسب ترمیم واضافہ کیا۔انہی ملفوظات کا ایک حصہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

خانقاہوں کے قیام کا مقصد "احسانی مزاج" کی تشکیل ہے

خانقاہوں کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: خانقاہی نظام کی بنیاد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے، آپؐ کے بعد ہر دور میں امت کے بہترین افراد نے اس نظام کو چلایا، بڑھایا اور پھیلایا، اور اس کے ذریعے قابل قدر خدمت انجام دی اور سچی بات یہ ہے کہ اس محنت کا پورے طور پر اندازہ لگانا مشکل ہے جو اس خانقاہی نظام کے باقی رکھنے اور اس کو موثر اور نفع بخش بنائے رکھنے کے لئے اختیار کی گئی، خانقاہیں ذکر وفکر، تعلیم وتربیت، تزکیۂ قلب اور تطہیر نفس کا مرکز ہیں، ان خانقاہوں کا بنیادی مقصد ذہن ودل کی تبدیلی اور دینی تربیت ہے یہاں اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ قانونی عبادت کے بجائے احسانی عبادت کا مزاج پیدا ہو، احسانی عبادت کا آغاز "انما الاعمال بالنیات" سے ہوتا ہے اور اختتام "ان تعبد اللہ کانک تراہ" (عبادت اس طرح کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو) پر، گویا کہ اچھی نیت کے ساتھ اعمال وعبادات کو سنت کے مطابق استحضار کے ساتھ انجام دیا جائے تو یہ "احسانی عبادت" ہوگی اور نیت جتنی اچھی اور جس قدر خالص ہوگی اثرات اتنے ہی اچھے ہوں گے اسی لئے حدیثوں میں ایک عمل کا ثواب کہیں دس گنا، کہیں ستر گنا اور بعض روایتوں میں سات سو گنا آیا ہے۔یہ ساری روایتیں صحیح ہیں، ثواب کے فرق

کی وجہ نیت کی درستگی اور عمدگی اور عمل میں اخلاص ہے۔ یہ مقام بڑی محنت مجاہدے اور کوشش وکاوش کے بعد ہاتھ آتا ہے خود کلام پاک میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ " (سورہ عنکبوت، آیت ٦٩) ترجمہ: جو لوگ ہمارے راستے میں محنت کرتے ہیں ہم ضرور ان کے لئے (ہم تک) پہونچنے کے راستے کھولتے ہیں اور اللہ تو اعمال کو بہتر طریقے پر انجام دینے والوں کے ساتھ ہے ہی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں محنت کرنے، مجاہدات کے مرحلوں سے گزرنے کے سبب وصول الی اللہ اور احسانی کیفیت نصیب ہوگی اور ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی معیت حاصل ہوگی۔ خانقاہوں میں محنت کے مراحل سے گزر کر احسانی مزاج کی تشکیل کی جاتی ہے یہی خانقاہوں کا بنیادی کام ہے یہی اصل مقصد ہے۔

ان کے علاوہ خانقاہوں میں جو کچھ اور چیزیں نظر آتی ہیں وہ خانقاہی نظام کا حصہ یا تصوف وسلوک کا جز نہیں ہیں ان کی حیثیت ذریعہ کی ہے "مقصد" اور "مقصود" کی نہیں، یہ جو خانقاہوں میں مصیبت زدہ افراد کو تعویذ دیئے جاتے ہیں یا پانی پر دم کرکے دیا جاتا ہے یہ چیزیں لوگوں کو فائدہ پہونچا کر خانقاہی نظام سے جوڑنے کی حکیمانہ کوشش ہے خانقاہوں کی یہ منزل نہیں ہے مگر خانقاہی مقصد کی تکمیل کے لئے افراد کو جوڑنے کا ذریعہ ضرور ہے ان چیزوں کی حیثیت گوند کی سی ہے جس کے ذریعے چیزوں کو ایک دوسرے سے چپکا دیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ مقصد دو چیزوں کو آپس میں جوڑنا ہے، اور گوند اس کا ذریعہ، اور عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ نگاہ مقصد پر رہے نہ کہ ذریعہ پر، اب طلب صادق کا ذوق ومزاج بہت کم ہو چکا ہے، دین سیکھنے، ذکر کی تعلیم لینے اور اللہ اللہ کرنے کی نہ عادت ہے نہ فرصت، ایسے وقت میں تعویذ و ترکیب اور فائدہ رسانی کے مختلف طریقوں کے ذریعہ لوگوں کو ذکر وفکر سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ مختلف شکلوں میں کئی صدیوں سے جاری ہے پرانے دور کے بزرگوں کی جو کتابیں یا ذاتی بیاضیں شائع ہوئی ہیں ان میں تصوف وسلوک کے اسرار ونکات کے علاوہ آیات قرآنی کے خواص اور تعویذات بھی موجود ہیں اسی طرح طب وحکمت کے نسخوں کا

بھی ذکر ہے چونکہ ذاکرین کے ذکر کا اثران کے پورے جسم پر پڑتا ہے اور خاص طور پر معدہ اور دماغ ذکر کی گرمی سے متاثر ہوتے ہیں اس لئے ایسے نسخے زیادہ ملتے ہیں جو معدے کی درستگی اور دماغ کی تقویت کا سبب ہوں، ان نسخوں کے درج کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ ان کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہونچا کر مانوس کیا جائے اور ان کی دینی تربیت کا فرض انجام دیا جائے۔ بعض بڑے بزرگوں نے تو باضابطہ اس موضوع پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مثلاً حضرت امام غزالی "، حضرت امام جلال الدین سیوطی "، شیخ غوث محمد گوالیاری وغیرہ ان بزرگوں کی اس موضوع پر لکھی گئی کتابیں آج بھی موجود ہیں جنہیں پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ خاص ضرورت کی بنا پر یہ کتابیں تصنیف کی گئیں اور امت کو فائدہ پہونچانے والی چیزیں کتابی شکل میں شائع کر کے اس راہ کو اپنانے کی دعوت دی گئی، بزرگوں کا یہ طرز عمل واضح کرتا ہے کہ یہ نفع رسانی کے طریقے ہیں جنہیں اپنا کر نہ صرف یہ کہ لوگوں کی خدمت کی جاسکتی ہے بلکہ انہیں ذکر وفکر اور دینداری سے جوڑنے کا کام بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے دور کی خانقاہوں میں ہمارے بڑوں کے یہاں بھی اس کا رواج رہا ہے اور آج بھی اس پر عمل ہورہا ہے لیکن یہ بنیادی بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے کہ خانقاہوں کے قیام کا یہ مقصد نہیں ہے، بلکہ خانقاہی نظام میں بلند مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے ان چیزوں کو "ذریعہ" کے طور پر اپنایا گیا اور اس کے غیر معمولی نتائج سامنے آئے ہیں۔

جھاڑ پھونک نفع رسانی کا ذریعہ

ارشاد فرمایا: "تعویذ اور جھاڑ پھونک نفع رسانی کا ایک طریقہ ہے اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے جو بھی کوشش انسانوں کو فائدہ پہونچانے کی کی جائے اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر وثواب ہے حدیث شریف میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو آدمی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے اللہ تعالیٰ اس کو دس سال کے اعتکاف سے زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں اور ایک دن کے اعتکاف کا اجر وثواب یہ ہے کہ اللہ اعتکاف کرنے

والے اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں آڑ کردے گا جن میں سے ہر خندق کا درمیانی فاصلہ اتنا ہوگا جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے، خودسرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھاڑ پھونک کے سلسلے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلیفعل" (تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کو فائدہ پہونچانے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ ضرور فائدہ پہونچائے) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث شریف سے استدلال فرماتے ہوئے یہ بات لکھی ہے (جو فتاوی شیخ الاسلام میں بھی ہے اور جسے علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اور علامہ حافظ ابن قیمؒ نے زادالمعاد میں نقل فرمایا ہے) کہ "جھاڑ پھونک نفع رسانی کا ذریعہ ہے اور نفع رسانی کے طریقے سے روکا نہیں جاسکتا" حافظ ابن قیمؒ نے یہ بات بھی تحریر فرمائی ہے کہ خود حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ بیماروں اور مریضوں پر دم فرماتے اور مختلف عوارض میں مختلف قسم کی تدبیر فرماتے تھے۔ اکابر اہل علم اور بزرگان دین نے جھاڑ پھونک کا طریقہ اسی لئے اختیار فرمایا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل فرمایا اور اس میں انسانوں کے لئے نفع ہے دعاء تعویذ ترکیب کے ذریعہ نفع رسانی کا سلسلہ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ سلم کی بعثت سے پہلے بھی جاری تھا، بعد میں بھی یہ سلسلہ قائم رہا، جب بعض بڑے محتاط صحابہؓ نے تعویذ کا شرعی حکم دریافت کیا تو شہنشاہ کونینؐ نے فرمایا کہ اعرضوا علی رقاکم اور پھر ملاحظہ کے بعد فرمایا کہ "لاباس بالرقی مالم یکن فیہ شرك" "تعویذ میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

پھر یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ ایمان کی کمزوری کے اس دور میں قرآن وسنت کے مطابق جھاڑ پھونک کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے نجانے کتنے اللہ کے بندوں اور بندیوں کے ایمان کی حفاظت ہوتی ہے، اگر صحیح طریقے سے اہل ایمان کی ضرورت پوری نہ ہو تو وہ غلط جگہوں پر جانے سے بھی نہیں چوکتے کبھی مزاروں اور

آستانوں پر حاضری دیگر شرکیہ اعمال میں مبتلا ہوجاتے ہیں کبھی سفلی علم کرنے والوں کے چکر میں پڑ جاتے ہیں، یا ساحروں سے علاج کرانے لگ جاتے ہیں ظاہر بات ہے کہ ان تمام شکلوں میں ایمان رخصت ہوجائیگا اس پہلو سے غور کیا جائے تو نفع رسانی کے اس طریقے کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے اور یہ راز بھی کھلتا ہے کہ ہمارے بڑوں، بزرگوں، اہل علم و اہل ذکر نے اس راستے کو کیوں اپنایا تھا اور اس نظام پر اتنی محنت کیوں کی گئی۔

خانقاہی نظام میں وسعت کی ضرورت

فقیر خانقاہ کے مغربی برآمدے پر خدمت اقدس میں حاضر تھا، مجھے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خانقاہی نظام کا جو بنیادی مقصد رہا ہے اور ہے (تزکیہ نفس) وہ ہمیشہ باقی رہے گا اس میں کوئی شخص تھوڑی تبدیلی بھی نہیں کرسکتا اور اگر کوئی اس کی کوشش کرے تو وہ ایک بڑے دینی شعبے کو برباد کرنے کی کوشش کہی جائے گی لیکن آج کے دور میں خانقاہی نظام میں وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے خانقاہی نظام کو پھیلانے بڑھانے اور متعارف کرانے کے لئے خانقاہ کے زیر اہتمام ایسے کام انجام دیئے جائیں جن کی وجہ سے امت کے مختلف طبقوں کے لوگ متوجہ ہوں اور ان میں دینی شعور اور ذکر وفکر کی عادت پیدا ہو ایسے کام خدمت خلق سے بھی متعلق ہوسکتے ہیں، تعلیمی اور سماجی ضرورت سے وابستہ بھی، لیکن یہ حقیقت برابر ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ سارے کام دوسرے درجے کے ہیں ان کی حیثیت خانقاہ سے وابستگی کا ''ذریعہ'' اور ''وسیلہ'' کی ہے ''مطلوب'' اور ''مقصود'' کی نہیں، بڑی فکر مندی کے ساتھ خانقاہی نظام کے دائرے اور اس کے منہج کی وسعت اور اس کے اصولی کاموں کو فروغ دینے کے لئے نئی راہوں کی تلاش کرنا چاہئے جن خانقاہوں میں اس رخ پر کام ہوگا ان کا فائدہ زیادہ وسیع زیادہ ہمہ گیر ہوگا۔

دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت کے لئے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ضروری

اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ:

دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت ہماری بنیادی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کی انجام دہی کے طریقوں پر غور وفکر کرتے رہنا اور بہتر سے بہتر وسائل اختیار کرنا بھی ہمارا فرض ہے نئے آلات کی ایجاد نے دین کی تبلیغ کو زیادہ آسان بنا دیا ہے، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور موبائل جیسی ایجادات نے دنیا کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے، اور ان آلات کا استعمال کرنے والوں کے لئے پوری دنیا ایک بستی کی شکل اختیار کر چکی ہے، ان آلات کے ذریعہ ہزاروں، لاکھوں انسانوں تک اتنی تیز رفتاری سے باتیں پہونچتی ہیں جس کا تصور بھی ماضی میں نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مصر کی ایک خاتون نے حسنی مبارک کے دور میں بے روزگاری، افلاس، اور غربت کی وجہ سے خودکشی کرنے والوں کی موت سے متاثر ہو کر اپنے ٹیوٹر پر لکھا تھا'' میں احتجاج کرنے کے لئے تحریر اسکوائر جارہی ہوں جن کو آنا ہو میرے ساتھ آئیں''، ان دو جملوں کا یہ اثر ہوا کہ مصر کے لاکھوں لاکھ باشندے تحریر اسکوائر پر جمع ہو گئے اور اس کے نتیجے میں جو خوشگوار انقلاب مصر میں آیا اس سے ہم سب واقف ہیں مصری خاتون کے دو جملے پھیلتے تو پھیلتے ہی چلے گئے اور اس کے ایسے غیر معمولی نتائج سامنے آئے کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی ہم بھی اگر دین کی تبلیغ اور نشر واشاعت کے لئے ان آلات کا استعمال کریں تو ایسے حیرت انگیز نتائج سامنے آئیں گے جن سے دینی واصلاحی انقلاب برپا ہوگا۔

ان آلات کی اہمیت ہمارے دشمن اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اس لئے وہ ان آلات کا بھرپور استعمال اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں، انٹرنیٹ کے اوپر سینکڑوں ویب سائٹس ہیں جن میں اسلام کے خلاف غلط سلط باتیں موجود ہیں ہم یہ بات زور وشور سے کہتے ہیں کہ جدید آلات کا استعمال مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کیا جارہا ہے لیکن اس

کے جواب میں اسلام کے تعارف اور اسلامی تعلیمات کے نشر و اشاعت کے لئے کیا کر سکتے ہیں کیا کر رہے ہیں، اس پر ہماری توجہ نہیں ہوتی، اسلام کی انقلاب آفریں تعلیمات اور اس کے موثر ترین پیغام کو عام کرنے کے لئے جدید ٹکنالوجی کا استعمال ضروری ہے اور اسے نظر انداز کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ خود مسلمانوں ہی میں سے باطل افکار و نظریات رکھنے والی جماعتیں اور افراد، ان آلات کا پوری طاقت اور بھرپور سرمایہ خرچ کر کے استعمال کر رہے ہیں اور اپنے باطل افکار و نظریات کی تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں ان آلات کا استعمال کر کے وہ اپنے نظریات لاکھوں کروڑوں مسلمانوں تک پہونچا رہے ہیں اور یہ وہ مسلمان ہیں جو دین کا پورا علم نہیں رکھتے ہیں ان میں سے نجانے کتنے ہمارے بھائی ایسے باطل افکار و نظریات سے متاثر ہو رہے ہونگے۔

اسی طرح بعض نام نہاد اسلامی اسکالرز بھی ہیں جن کی تقریریں اور خطبات نیٹ پر موجود ہیں اور ان کو سننے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے عام طور پر اس طرح کے افراد دین میں فکری بے راہ روی کا شکار ہیں، اور ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام کی سمجھ صرف انہی کو ہے، علماء کرام کی طرف سے بدگمان کرنا بھی وہ اپنا اہم فریضہ خیال کرتے ہیں ایسے افراد کے زیر اثر جو نسل تیار ہوگی اس کے دینی رجحانات صحیح نہیں ہو سکتے، علماء اور اہل اللہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا، اور قرآن کریم کی من مانی تشریح و تفسیر وہ کریں گے جس سے امت میں زبردست فتنے پیدا ہوں گے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی امت کا رابطہ علمائے کرام سے ٹوٹا تو بڑے سنگین نتائج سامنے آئے، اس لئے دین کی تبلیغ، قرآن کریم اور سرکار دو عالم ﷺ کی مبارک تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے بڑے پیمانے پر کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور دوسرے جدید آلات کا استعمال وقت کی اہم ضرورت ہے اور علمائے کرام اور دین کے خدام کو اس جانب متوجہ کرنا اور کرتے رہنا بھی دینی فریضہ ہے۔

موجودہ حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

ملّی مسائل پر گفتگو ہورہی تھی آپ نے بڑے درد کے ساتھ ارشاد فرمایا:

اس ملک میں مسلمانوں کے مختلف مسائل ہیں سب سے بڑا اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ انہیں ان کے جائز حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے اور خود مسلمانوں میں اپنے حقوق کے حاصل کرنے کا وہ شعور اور اس کے لئے لگاتار محنت کرنے کا وہ جذبہ نہیں ہے جو ہونا چاہئے ہم صرف وعدوں پر مطمئن ہوجاتے ہیں اور جھوٹے اعلانات اور دعوؤں پر اعتماد کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔اس کی بڑی وجہ اپنی سستی اورامت کے اجتماعی مفاد کے لئے اجتماعی جدوجہد اور مسلسل کوشش کی کمی ہے۔ہم حق غصب کرنے والوں پر تبصرہ کر کے گزر جاتے ہیں اور فکر مندوں کو جوڑنے اور صلاحیتوں کو سمت دینے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔

پھر ایک دشواری یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے جو کوششیں کی جاتی ہیں ان میں مسلمانوں کا تو ذکر ہوتا ہے مگر اسلام کے بغیر، حالانکہ ہماری بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہمارے مسائل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل ہوں، مسلمان دانشور مسلمانوں کے مسائل کی بات کرتے ہیں تو ان کے پیش نظر مسلمان ہوتے ہیں اسلام نہیں، ہمیں اس بات کا عزم کرنا چاہئے کہ ہم اس ملک میں اپنے تمام اسلامی تشخصات کے ساتھ زندہ رہیں اور اپنے مسائل کو حل کروانے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں حقوق اس ملک میں کوشش سے حاصل کیے جاسکتے ہیں تھالی میں رکھ کر کوئی پیش نہیں کریگا۔

صحیح واقفیت، مربوط کوشش، منظم جدوجہد کے ذریعہ ہی حق تلفی کی داستان سمیٹی جاسکتی ہے، ورنہ صرف تبصرہ اور صرف ماتم سے کچھ ہونے والا نہیں ہے! ملت اور خاص طور پر ملت کے نوجوانوں کی روش اور طریق زندگی پر مرثیہ پڑھنے اور پڑھتے رہنے سے کوئی نتیجہ سامنے نہیں آنے والا، ہاں! مایوسی، دل شکنی اور دوری ضرور پیدا ہوگی، ملت اور اس کے

نوجوانوں کو عمل کی راہ دکھانا ضروری ہے، اور نئے امکانات نئی راہوں کی تلاش پر آمادہ کرنا مناسب ہے، نوجوانوں کو صحیح سمت دکھایئے، انہیں کام دیجئے اور کام سے لگائے رکھئے، تو بہت سے کام کے افراد تیار ہو سکتے ہیں، اس مرحلہ میں ہم سبھوں کو شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ سلم کی یہ ہدایت ضرور دل میں رکھنی چاہئے بشرا و لا تنفرا یسرا و لا تعسرا۔ (بخاری شریف، جزء ۳، حدیث: ۱۱۰۴) خانقاہی کام کرنے والوں میں مایوسی، خشکی اور عبوسیت مناسب نہیں ہے، ان کی ذمہ داری ہے کہ خانقاہیت کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دیں۔ اور کھلے چہرہ، کھلے دل، اور خانقاہیت کو دلوں میں اتار دینے کے جذبہ کے ساتھ کام کریں، تو کام بڑھے گا اور افراد سازی بھی ہوگی۔ جو خانقاہ کا اہم مقصد ہے۔

تین باتیں

ارشاد فرمایا:

تین باتوں کا خیال رکھئے! پہلی بات، اپنی شخصیتوں کی حفاظت کیجئے، شخصیتیں بڑی مشکل سے بنا کرتی ہیں، اور بڑی آسانی سے پگھل جایا کرتی ہیں، اسلئے اپنے ملی وزن اور وقار کو باقی رکھنے کیلئے شخصیتوں کی حفاظت کیجئے، دنیا آپ کی ٹھوکروں میں ہوگی۔

دوسری چیز اپنے ادارے بنایئے، بڑھایئے، چمکایئے اور نئے نئے ادارے قائم کیجئے، آپ جب یہ کریں گے تو آپ کی اپنی شناخت ہوگی اور آپ میں جماؤ ہوگا، اکسلینس کے معیاری ادارے بنایئے، تاکہ آنے والے دنوں میں ملت بھی سرفراز ہو سکے اور اس ملک کی انسانی ضرورت بھی پوری ہوتی رہے۔

یاد رکھئے! بڑی ضرورت ہے اس ملک کو اچھے انسانوں کی، پڑھے لکھے انسانوں کی، باکردار انسانوں کی، آپ اس کا حصہ بن جائیں گے، تو ملت کا بھی فائدہ ہوگا اور ملک کا بھی فائدہ ہوگا، اس لئے معیاری اداروں کو بنایئے اور بڑھایئے، اور آنے والی نسلوں کیلئے معیاری تعلیم اور تربیت کا انتظام کیجئے۔ ہمارے بزرگوں نے ادارے قائم کئے جن کا فیض

عام ہے، آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ آپ یہاں وہاں چھوٹا بڑا ادارہ بنائیں اور آنے والی نسلوں کو تعلیم کے ادارے، ہنر کے ادارے دیں اور ان کے مستقبل کو روشن بنائیں۔

تیسری چیز! جو سب سے اہم ہے، اور سب سے زیادہ توجہ کے لائق، وہ یہ ہے کہ اپنے پیسوں کو صحیح مصرف میں خرچ کیجئے، خاص طور سے تعلیم کی راہ میں لگایئے۔ آج لوگ مکان بنانے میں، شادیوں میں اور دوسری تقریبات میں بڑی بڑی رقمیں خرچ کرتے ہیں، لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ یہ فضول خرچی نہ ہمارے کام کی ہے نہ ملت کے کام کی، اس لئے آپ اپنے پیسے اداروں کے قیام میں لگایئے، یہ آپ کی ذاتی ذمہ داری بھی ہے اور ایمانی وانسانی ذمہ داری بھی، کیوں کہ آپ کے یہ ادارے ہی آپ کی توانائی ہیں۔ یہی ملت کی شناخت ہیں، ہمارے آپ کے گھر ملت کی شناخت نہیں ہیں، روشن مستقبل کیلئے ذاتی ضرورتوں ذاتی خواہشوں اور بے سمت امنگوں پر قابو پانا نہایت ضروری ہے،

ان تین باتوں کا خیال رکھئے اور بچوں کی تعلیم کا مضبوط انتظام کیجئے، یاد رکھئے! ناممکن کچھ نہیں ہے، صرف مضبوط ارادوں کی ضرورت ہے، ایسا ارادہ جس کے آگے طوفان کے دل دہل جائیں، ایسا عزم جس سے پہاڑ جھکنے پر مجبور ہو جائے۔

دین کے سانچے میں ڈھلنے کا نام تصوف ہے

مجلس درود شریف کے موقع پر ارشاد فرمایا:

خانقاہی نظام اور خانقاہی اعمال واشغال مکمل طریقے پر دین سے جڑے ہوئے ہیں، اگر کسی خانقاہ میں دین اور دینداری نہیں ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں سے الگ ہٹ کر وہاں کچھ کیا جا رہا ہے اور تزکیہ نفس کی خدمت کو نظر انداز کر کے دوسری چیزوں پر توجہ دی جا رہی ہے تو ایسی خانقاہ نہ معتبر ہے نہ مستند۔

خانقاہی نظام انسانی زندگی کو اس دین کے سانچے میں ڈھالنے کا نام ہے جس دین کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لے کر آئے تھے، دین کو پورے طور پر دلوں

میں اتارنے کے لئے جو سسٹم خود سرکار دو عالم ﷺ نے قائم فرمایا آج کی زبان میں اسی کو خانقاہی نظام کہا جاتا ہے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا "لا یومن احد کم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ" (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان کے درجے تک نہیں پہونچ سکتا، جب تک کہ اس کی خواہشات اس دین کی پابند نہ ہو جائیں جسے لے کر میں آیا ہوں) دل کی خواہشات، نفس کی چاہتوں، اور مختلف مرحلوں میں ابھرنے والی امنگوں اور تمناؤں کو دین و شریعت اور قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کا نام "تزکیہ نفس" ہے جو خانقاہوں کے قائم کرنے کا بنیادی مقصد ہے، اسی سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

ذکر کی تعلیم قرآن مجید میں ہے درود شریف اور استغفار کے ورد کی تلقین بھی خود اللہ نے فرمائی ہے اور کلام پاک اس پر گواہ ہے، اللہ اللہ کہنے پر جماؤ، تسلسل اور مداومت کے ساتھ اوراد و اذکار کا معمول ہو یہ بھی قرآن پاک میں ہے یہ بھی واضح کیا گیا کہ ذکر کے اثرات انسانی جسم، ماحول اور اردگرد کی چیزوں پر پڑتے ہیں، یہ سب کامیابی کے نسخے بتائے گئے ہیں ان نسخوں پر عمل میں کامیابی ہے، سرخروئی ہے، دنیا اور آخرت کی عزت اور سربلندی ہے مگر افسوس کہ ان نسخوں پر ہمارا عمل کمزور ہوتا جارہا ہے، ذرا سوچئے کہ اگر کوئی شخص ڈاکٹر سے نسخہ لکھوالے، مگر نسخے کے مطابق نہ دوا کھائے نہ پرہیز کرے اور پھر اس بات کا رونا روئے کہ ڈاکٹر صاحب کے نسخے سے فائدہ نہ ہوا، تو ایسے شخص کو آپ کیا کہیں گے؟ جس طرح نسخہ لکھوانے کے بعد دوا کھانا ضروری ہے چاہے دوا کڑوی ہو یا میٹھی، اور ساتھ میں پرہیز کرنا بھی ضروری ہے اور بغیر نسخے پر عمل کیے جس طرح بیماری دور نہیں ہوتی اسی طرح قرآن کریم میں اللہ پاک کے بتائے ہوئے نسخے پر عمل کے بغیر کوئی اخلاقی اور روحانی بیماری دور نہیں ہو سکتی اور نہ سرفرازی اور سربلندی ہی مل سکتی ہے اس لئے ہم سبھوں کو اخلاص کے ساتھ احتساب کے ساتھ اذکار و اوراد کی پابندی کرنی چاہئے۔

یقین کی پختگی کامیابی کی شاہ کلید

ارشاد فرمایا:

یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ اوراد واذکار کا اپنا اثر ہے جب انسان ذکر کرتا ہے تو اس کے نتائج بھی سامنے آتے ہیں، ذکر کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں اس پر ہمیں پورا یقین ہونا چاہیئے ہمارا یہ یقین جتنا پختہ ہوگا کامیابی اسی سطح کی ملے گی، خانقاہی نظام میں اس یقین کی پختگی کی کوشش کی جاتی ہے نماز کے سلسلے میں اس بات کی تعلیم دی جاتی ہے کہ نماز ڈوب کر پڑھی جائے رسمی نماز صرف رکوع اور سجدے والی نماز خشوع وخضوع سے محروم نماز، نماز تو ہے مگر کامل نماز نہیں، جب اس یقین کے ساتھ نماز پڑھی جائے گی کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں تو پھر نماز کی کیفیت ہی کچھ اور ہوگی اس نماز کی لذت انسان کو بے خود کردے گی، اسی لئے خانقاہی نظام میں سوچ کی تبدیلی پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے، جب انسان کی سوچ میں تبدیلی آتی ہے تو سارے کام خود بخود ٹھیک ہونے لگتے ہیں اس لئے سوچ میں تبدیلی پیدا کرنا بہت ضروری ہے، ایسی تبدیلی کہ آپ کے طور طریقے سے محسوس ہو کہ آپ میں دین ہے، دینداری ہے، اللہ کا خوف ہے رسول کی اطاعت ہے۔

ہماری یہ سوچ ہونی چاہئے کہ ہمیں کامیابی ملے گی تو دینداری کی راہ سے ملے گی ہمارے بزرگوں کو غیر معمولی کامیابی ملی اس کی بنیاد یقین کامل ہے جو ان کے دلوں میں راسخ تھا اسی یقین نے غیر معمولی نتائج پیدا کیے اور آج بھی یقین کامل کے بڑے عجیب وغریب نتائج سامنے آتے ہیں، خانقاہی نظام انسان میں یقین کامل پیدا کرنے کی کامیاب کوشش ہے، خانقاہ رسم ورواج کا مرکز نہیں ہے اور یہاں آنے کا مقصد بھی صرف دعا تعویذ نہیں ہے یہ تو ضمنی چیز ہے اصل چیز یقین کامل کی تلاش اور اس کے حصول کے لئے مخلصانہ کوشش ہے ،یقین مانئے یہ خانقاہی نظام جتنا طاقتور اور نتیجہ بخش تھا آج بھی اتنا ہی توانا اور ثمر آور ہے اس

لئے اس خانقاہی نظام سے جڑ کر فائدہ اٹھانا چاہئے، اور ہمیشہ اپنی نگاہ منزل پر رکھنی چاہئے، راستے میں جو ضمنی چیز مل جائے اسے پا کر مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔

خواب کی تعبیر کے سلسلے میں حضرت امیر شریعتؒ کا ایک واقعہ

ارشاد فرمایا:

ہر خواب کی وہی تعبیر ہوتی ہے، جیسا عام طور پر خواب سے سمجھ میں آتی ہے، تعبیر خواب ایک اہم اور مشکل کام ہے، قرآن پاک نے حضرت یوسفؑ کے واقعہ میں اس طرف متوجہ کیا ہے، اور یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ خواب کی تعبیر کسی اچھے جانکار سے پوچھنی چاہئے، حضرت یوسفؑ کو یہ فن القا ہوا تھا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کی نبوت کا حصہ تھا، اور بطور معجزہ یہ نعمت انہیں عطا ہوئی تھی، اسلامی تاریخ میں بعض مشہور اہل دل علماء کو تعبیر خواب میں بڑی مہارت حاصل رہی ہے، میں اسے ان کے علم کے ساتھ ''دل'' کی کرامت مانتا ہوں، حال کے بزرگوں میں جنہیں میں نے دیکھا، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اور والد بزرگوار حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمہم اللہ کو تعبیر رویاء میں بڑی مہارت تھی۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحبؒ علاج کرا کے امریکہ سے آچکے تھے، خواب دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا کمرہ میں ہے، اور دو نیولے اس پر جھپٹ رہے ہیں، حضرت مولانا کے دل میں خیال آیا (خواب میں ہی) کہ یہ اژدہا ان کی موت ہے اور بڑا نیولا ہندوستانی مسلمانوں اور چھوٹا پوری دنیا کے مسلمانوں کی دعاء ہے۔ جس نے یہ شکل اختیار کر رکھی ہے، لوگوں نے جن میں بڑے علماء بھی تھے۔ کہا کہ نیولا آچکا ہے وہ اژدہا کو ختم کر دے گا۔ اس کے اگلے دن والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ دہلی پہونچے ان کی عیادت کو گئے، وہاں حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب تشریف فرما تھے، انہوں نے حضرت مولانا حفظ الرحمان صاحب کے سامنے ان کا خواب بیان کیا اور وہ تعبیر بھی بیان کی، جو لوگ کہہ چکے تھے۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''الحمد للہ'' جب کمرہ سے باہر دونوں نکلے، تو والد ماجد

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا دو تین دنوں کے مہمان ہیں اور قرآن پاک کا یہ ٹکڑا سنایا۔ اذا جا اجلھم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون۔ اور ویسا ہی ہوا۔

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں

حضرت اقدس مدظلہ العالی کے ایک عالم مرید کے گھر میں آسیبی اثرات ہو گئے، انہوں نے کسی پیشہ ور عامل کی طرف رجوع کیا، اسی دوران ان کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، عامل نے دھونس جمانے کے لئے کہہ دیا کہ ایک سال میں ایک اور جنازہ اس گھر سے نکلے گا، اس بات سے وہ عالم گھبرا گئے، حضرت اقدس مدظلہ العالی نے انہیں نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

پہلے تو دل میں جگہ دیجئے اور پوری جگہ دیجئے کہ زندگی اور موت اللہ کے حکم کے بغیر ممکن نہیں، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک سال میں اس کے گھر سے ایک جنازہ اور نکلے گا، یہ دعوی بلا دلیل اور ہر لحاظ سے باطل ہے۔ کیا خود کہنے والا جانتا ہے کہ اس کا وقت کب آئے گا؟ لا یعلم الغیب الا ھو، ماتدری نفس بای ارض تموت، پر ہمارا ایمان اور یقین ہے۔ اس خیال کو دل سے نکال دیجئے کہ آپ کے خاندان کے قریبی فرد کا ایک سال میں انتقال ہو جائے گا۔

جنات کا وجود ایک حقیقت ہے، میرے جیسے کمزور اور بے عمل انسان کے سامنے جنات کی حرکتیں آتی رہتی ہیں، یہ بھی واقعہ ہے کہ کلام پاک کی آیتوں کا ان پر اثر ہوتا ہے۔ اور مختلف اجنہ الگ الگ آیتوں سے کم یا زیادہ متاثر ہوتے ہیں، یہ سب میری زندگی کے مشاہدات ہیں، مگر نہ جنات کو یہ طاقت ہے کہ وہ حکم خداوندی کے بغیر کسی کو مار دے اور نہ کسی عامل کے پاس یہ علم ہے کہ وہ یہ بتا دے کہ ۳۶۵ دن کے اندر اندر اس گھر کا کوئی فرد دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

بے سمتی سے اپنے آپ کو بچائیں

ایک ذی استعداد عالم دین جو مختلف تدریسی، سماجی اصلاحی خدمات انجام دے رہے ہیں اور کئی اداروں سے جڑے ہوئے ہیں انہیں مندرجہ ذیل نصیحت فرمائی:

پڑھانا مقدس کام ہے، ادارہ کھولنا بھی بنیادی ضرورت ہے، پی ایچ ڈی کر لینا بھی اچھا ہے، مگر یہ سوچئے کہ سارے اچھے کام کی انجام دہی آپ کر سکیں گے؟ بزرگوں نے بہت پہلے مشورہ دیا ہے کہ ''یک در گیر و محکم گیر''، اللہ تعالیٰ نے آپ میں صلاحیتیں رکھی ہیں، ان صلاحیتوں کو پہچانئے، ماحول اور حالات کا جائزہ لیجئے، اور پھر ایک واضح منزل، واضح فیصلہ کے ساتھ مضبوط قدم بڑھاتے چلے جایئے، اپنے پسندیدہ کام اور دینی صلاحیت کو دیکھ کر منزل متعین کیجئے۔ انشاء اللہ کامیابی قدم چومے گی۔ وہ کام ہرگز نہ کیجئے جس سے اپنے ضمیر اور اپنے خدا کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے، یہ بھی یاد رہے کہ ہماری آپ کی منزل ''اللہ کی رضا'' ہے اللہ کی رضا عبادت سے ملتی ہے، عبادت کا مفہوم بہت بڑا ہے، فرائض کی ادائیگی تو بنیاد ہے، پھر خدمت بھی عبادت ہے، پڑھانا اور پڑھنا بھی عبادت ہے، راستہ کے کانٹوں کو صاف کرنا اور پتھر کو ہٹانا بھی عبادت ہے، بیوی کے منہ تک لقمہ محبت سے پہونچانا بھی عبادت ہے، اور بہت ساری چیزیں عبادت ہیں، ان عبادتوں کی انجام دہی میں توازن اور اعتدال بھی ضروری ہے۔

پھر ''ان ساری عبادتوں'' کو ایک شخص انجام نہیں دے سکتا، دائرہ عبادت اور دائرہ خدمت میں بھی ترجیحات کی تعیین اور صلاحیت کے مطابق خدمت یا کام کا انتخاب بھی بہت اہم ہے، غلط انتخاب کی وجہ سے گاڑی اس پٹری پر چلی جاتی ہے، جس کے آگے کلوزر لگا ہوتا ہے۔

تعویذ کے سلسلے میں حضرت اقدس کا معمول

فقیر سے تنہائی کے موقع پر ارشاد فرمایا:

بحمد اللہ میں بلا وضو کسی کو تعویذ نہیں دیتا، لکھنا تو دور کی بات ہے، طشتری پر تعویذ لکھنے کا ایک تو موقعہ نہیں، اگر بہت ضرورت محسوس ہوئی تب بھی دیکھ لیتا ہوں کہ وہ عظمت قرآن کا لحاظ اور وضو کا اہتمام کرے گا یا نہیں اگر مطمئن ہوتا ہوں تو طشتری پر لکھ کر دیتا ہوں، ورنہ دعاء اور دوسری ترکیب۔

میں عام طور پر ایسے لوگوں کو استغفار، درود شریف، اسماء الٰہی بتا دیتا ہوں، لوگ تکمیل ضرورت کے لئے پڑھنے لگتے ہیں۔ میرا کام اللہ کی مرضی سے اراءۃ الطریق ہے، ایصال الی المطلوب صرف خدا کی شان ہے۔ بہت سے لوگوں کا ذوق جاگ جاتا ہے، بہتوں کو عادت سی ہو جاتی ہے، پھر وہ پڑھتے رہتے ہیں، ان کا یہ پڑھنا ہی میرا نفع ہے، میری پونجی ہے۔

عامل حضرات کے لئے بنیادی ہدایات

ارشاد فرمایا:

عامل حضرات کی ذمہ داری ہے وہ شریعت کا پورا لحاظ رکھیں، اور اس یقین کو عام کریں کہ تاثیر خدا کے قبضہ میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے جب چاہتا ہے اور جس ذریعہ سے چاہتا ہے فائدہ دیتا ہے۔ وہ علم کی نعمت، اسماء الٰہی کی برکت اور الفاظ قرآنی کی افادیت کا بھرپور استعمال کریں، لیکن صحیح مقصد کے لئے اور صحیح طور پر استعمال کریں، ورنہ آگے چل کر وہی چیز ان کے لئے زحمت اور مصیبت بن جائے گی۔ عامل حضرات کو یہ علم بزرگوں کی محنت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملا ہے، اسے اللہ کو راضی کرنے کی نیت

سے خلق اللہ کو فائدہ پہونچانے کے ارادہ سے کام میں لائیں، بزرگوں نے اس فن کو اپنایا، اس پر محنت کی، اور دوسرے علوم وفنون کی طرح اسے مدون، مہذب اور مرتب کیا، جس طرح علم حدیث میں فن جرح وتعدیل، اخذ ورد کے معیار، احادیث شریفہ کے درجات، شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد بابرکت میں نہ تھے، بعد میں وجود میں آئے۔ مگر فن حدیث کا حصہ قرار پائے، علماء نے قرآن سے متعلق کم وبیش تین سو فن تلاش کئے، یہ سب بعد کی چیزیں ہیں، مگر تفسیری فنون میں ان کا شمار ہوتا ہے، اصول حدیث، اصول تفسیر اور اصول فقہ کی تدوین بعد میں ہوئی مگر اسلامی علوم وفنون کے یہ تسلیم شدہ اور نہایت کارآمد حصے ہیں، تقریباً اسی طرح جھاڑ پھونک اور تعویذ کی بنیادیں عہد نبوی میں ملتی ہیں، جن کا سرا ارادۂ الٰہی اور وحی سے ملتا ہے، بعد میں یہ فن بھی آگے بڑھا، اور ترقی کرتا رہا، بزرگوں نے اس فن کو نفع رسانی کے ذریعہ کے طور پر استعمال کیا، اس فن کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ لوگ اس ذریعہ سے بزرگوں سے جڑے، اور بزرگوں نے اس راہ سے انہیں دینداری، پرہیزگاری اور ذکر اللہ وتلاوت کلام الٰہی سے جوڑ دیا۔ یہ حقیقتیں سبھوں کے سامنے رہیں، اور ان مقاصد کا عملی احترام اور فکری التزام کیا جائے، تو دونوں جہاں کی کامیابی ہاتھ آئیگی، اور خلق اللہ کی ہدایت کا ذریعہ بنی رہے گی۔

رمضان المبارک، تربیت کا مہینہ

اعتکاف کے دوران، خانقاہ کی مسجد میں معتکفین کے ایک بڑے مجمع کے سامنے ارشاد فرمایا:

"رمضان تربیت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینوں میں یہ مہینہ اپنے بندوں کی تربیت کے لئے رکھا ہے۔ روزہ رکھوا کر بھوکوں کی بھوک اور پیاس کا احساس دلانا اور نفس کی خواہشات پر قابو پانے کا مزاج پیدا کرنا مقصد ہے۔ رمضان میں اہتمام سے

روزے رکھے جائیں اور حضورِ قلب سے تراویح پڑھی جائے۔ نماز ایسی نہ ہو کہ پوری نماز پڑھ لے، نہ خدا کا خیال آئے نہ قرآن کی تلاوت ٹھیک طرح ہو۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "ان تعبد اللہ کانک تراہ" مطلب یہ ہے کہ خدا کی عبادت اسی طرح کرو گویا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔

اللہ کی طرف سے بندوں کی آزمائش

ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نعمت دے کر بھی آزماتا ہے اور نعمت لے کر بھی آزماتا ہے۔ نعمت دے کر دیکھتا ہے کہ بندہ شکر ادا کرتا ہے۔ اللہ کو یاد رکھتا ہے، دوسرے بندوں کا خیال رکھتا ہے یا نہیں اور کسی سے نعمت چھین کر یہ دیکھتا ہے کہ غربت میں بندہ اللہ کے دین پر کیسے جمتا ہے۔ اللہ کی مرضی پر کتنا راضی رہتا ہے۔

فقط افلاس ہی میں آدمی جانچا نہیں جاتا
کبھی آسودگی بھی ظرف کا پیمانہ بنتی ہے

اعتکاف کا سبق

ارشاد فرمایا:

اعتکاف بھی اللہ کے بنائے ہوئے تربیتی نظام کا بہت اہم حصہ ہے، اگر تربیت کی محنت پوری نہ ہو تو یہ سمجھئے کہ کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ اعتکاف کی تربیت یہ ہے کہ بندہ دنیا کے جھمیلوں سے کٹے اور مسجد سے اس کا رشتہ مضبوط ہو اور پھر ایسی حالت ہو کہ قلبہ معلق بالمسجد ہمارا دل جس طرح بازار میں ٹنگا رہتا ہے ایسے ہی مسجدوں میں اٹکا رہے، فجر میں خیال ہو کہ ظہر میں آنا ہے، ظہر میں یہ بات ذہن میں رہے کہ عصر میں آنا ہے، عصر میں یہ احساس ہو کہ مغرب میں آنا ہے۔

گھر والوں کی دینداری کی فکر

بیعت کی اک مجلس کے بعد نئے بیعت ہونے والوں کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :

اپنے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کی دینداری کی فکر کیجئے، انہیں بھی نمازوں کی تلقین کیجئے اس میں بہت کمزوری ہوتی ہے، کہ آدمی خود تو کچھ نیک کام کر لیتا ہے لیکن گھر والوں کی فکر نہیں کرتا۔ ہم لوگ گھر داماد لے آتے ہیں، بہو لے آتے ہیں لیکن اس کی فکر کچھ بھی نہیں کرتے کہ ہمارا داماد اور ہماری بہو کتنی دیندار ہے، یہ ضرور پوچھیں گے کہ ہماری بہو کتنا زیور لے کر آئی ہے۔ کیا کیا کھانا پکانا جانتی ہے، لیکن ایسا کوئی سوال زبان پر نہیں آتا کہ اس میں دینداری کتنی ہے، ایک وقت کھانا نہ پکائے تو برس پڑتے ہیں، لیکن بہو نمازیں چھوڑ دے تو کوئی تنبیہ نہیں یہ دینی فکر مندی کے خلاف ہے۔

معاملات کی درستگی کے بغیر نجات نہیں

ارشاد فرمایا:

معاملات کی درستگی پر توجہ دیجئے، آج کل معاملات بڑے گڑ بڑ ہیں، بڑے بڑے دیندار پڑھے لکھے شریف سمجھے جانے والے لوگوں کے معاملات بھی درست نہیں ہوتے۔ یاد رکھئے اگر معاملات ٹھیک نہ ہوں تو وظیفہ تسبیح، ذکر، نماز، حسنات کا دل پر کوئی اثر نہ ہوگا، ٹھیک ہے فرض ادا ہو جائے گا واجب ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ لیکن عبادت سے جو نور دل میں پیدا ہونا چاہئے وہ نہیں پیدا ہوگا۔ اس لئے اگر کسی نے کسی کی زمین دبالی ہو اسے معاف کرائے یا واپس کرے، کسی کا روپیہ غصب کر لیا ہو تو اسے واپس کرے یا معاف کروائے اس کی فکر کیجئے۔

وقت کے صحیح استعمال کی عادت

ارشادفرمایا:

نماز کا خاص اہتمام کیجئے اور نماز کے لئے گھر سے وضو کر کے جایئے اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہر قدم پر نیکی ملے گی اور یہ کہ بچے دیکھیں گے تو اثر پڑے گا، نماز کا ماحول بنے گا، مسجد جاتے ہوئے قل ھواللہ (سورہ اخلاص) کا ورد کرتے جایئے، لیکن تقوی ایسا غالب نہیں آنا چاہیے کہ کسی کو سلام نہیں کرر ہے ہیں، کسی کے سلام کا جواب نہیں دے رہے ہیں۔ خیر خیریت نہیں پوچھ رہے ہیں۔ میں ایسے تقوی کو تقوی نہیں لقوہ کہا کرتا ہوں، اگر آپ کے گھر سے مسجد کا فاصلہ پانچ منٹ کا ہے تو آپ آسانی سے ساڑھے چار منٹ میں بہتّر مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ سکتے ہیں، آپ پڑھ لیا کریں اور اپنے پیرو مرشد اور سلسلہ کے بزرگوں کو بخش دیا کیجئے، آتے آتے استغفار پڑھتے آیئے، نماز میں وقت ہو تو گپ بازی میں مشغول نہ ہوں بلکہ ذکر واذکار درود شریف، استغفار میں اپنے آپ کو لگائیں۔ اس کا خاص فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ الرحمن۔

ایک اہم ہدایت

بیعت کی مجلس میں بیعت فرمانے کے بعد آپ نے ذکر کی تعلیم دی اور ہر فرض نماز کے بعد چار تسبیحات تسبیح فاطمی ایک بار، دس بار استغفار، دس بار درود سلسلہ، ایک بار آیت الکرسی مع بسم اللہ، خالدون تک پڑھنے کی تلقین فرمائی، اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

اس کا بھی خیال رکھیں کہ وظیفے کے درمیان دعا شروع ہو جائے تو دعا میں شامل ہو جائیں۔ اپنے وظیفے میں نہ لگے رہیں۔ امام صاحب سے نہ الجھیں بلکہ امام صاحب سے کوئی الجھے تو اسے ٹوکئے، آج کل مصیبت یہ ہے کہ دیندار ہونے کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے

کہ گمّا شاہ بنا رہے۔ نہ کچھ بولے، نہ کچھ کہے حالانکہ یہ غلط ہے، مجھے بھی معلوم ہے دعا میں شامل ہونا ضروری نہیں ہے، اگر دعا نہ کی جائے تو مکروہ تحریمی نہیں ہے، لیکن بہر حال جب تک امام مصلے پر ہے اس کی اقتداء کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ امام دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے اور آپ وظیفے میں مشغول ہیں، امام صاحب کا ادب بھی کیجئے۔ اور ان سے اپنا قرآن بھی درست کرائیے۔

رمضان المبارک کے تین عشروں کی الگ الگ خصوصیت

اعتکاف کرنے والوں کی مجلس میں ارشاد فرمایا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس کا اول حصہ رحمت، اور بیچ کا حصہ مغفرت اور اس کا آخری حصہ جہنم کی آگ سے رہائی ہے۔

(اوّله رحمةٌ واوسطه مغفرة وآخره عتق من النار) یعنی رمضان کا پہلا عشرہ (دس دن) رحمت کے ہیں۔ اس کے بعد دس دن مغفرت کے اور اس کے بعد آخر کے دس دن جہنم کی آگ سے رہائی کے۔

اور یہ ترتیب بھی جو رسول کریمؐ نے قائم فرمائی ہے، بڑی معنٰی خیز اور لطیف ہے فرمایا کہ پہلا عشرہ رحمت ہے یعنی اس عشرے میں اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے، اور پھر جب رحمت اپنے انتہاء عروج پر پہنچ جاتی ہے، تو مغفرت کا مرحلہ آجاتا ہے اور بندوں کو رحمتوں کی بارش سے شرابور کر کے مغفرت کی نعمت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

اور پھر آخری عشرہ جہنم کی آگ سے خلاصی کا ہے، یہاں پہنچ کر یہ سوال ذہنوں میں پیدا ہوسکتا ہے کہ مغفرت کے جہنم کی آگ سے خلاصی والی بات تو گویا ایسی چیز کی طرف اشارہ ہے جو پہلے ہی حاصل ہو چکی ہے اور مغفرت اور عتق من النار تقریباً ایک ہی چیز ہے، لیکن درحقیقت ایسا ہے نہیں۔ مغفرت میں اور عتق من النار میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ

مغفرت تو ہر اس انسان کی ہوگی جو دنیا میں مومن تھا اور ایمان بچا کر اس دنیا سے اللہ کے دربار میں پہونچا۔ لیکن کسی کی مغفرت پہلے مرحلے میں ہوجائے گی اور کسی کی جہنم کی آگ میں جلائے جانے کے بعد، جو بندے مومن ہیں مگر نافرمان ہیں اللہ تعالی اگر چاہے گا تو ان کو معاف کردے گا اور اگر چاہے گا تو ان کو جہنم میں ڈال کر سزا دے گا اور پھر جب ان کی سزا پوری ہوجائے گی تو جنت میں داخلہ عنایت فرمائے گا۔ تو ان کی مغفرت بھی ہوگی۔ لیکن پہلے مرحلے میں نہیں بلکہ جہنم کے عذاب سے گزرنے کے بعد دوسرے عشرے کو جو مغفرت کا عشرہ کہا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مغفرت تو ان کی یقینا ہوگی۔ لیکن اس کی ضمانت نہیں ہے کہ سزا ملنے سے پہلے یا سزا ملنے کے بعد، ہاں تیسرے عشرے کو یہ فضیلت حاصل ہے اس لئے اس کو عتق من النار کہا گیا اور اشارہ اس طرف کیا گیا کہ انہیں پوری طرح جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا جائے گا۔

اولاد کو حافظ قرآن بنائیے

خانقاہ کی مسجد میں ستائیسویں شب کو تراویح میں قرآن مجید ختم ہوا، اس مبارک موقع پر حضرت اقدس مدظلہ العالی کی نصیحت سننے کے لئے بڑا مجمع موجود تھا بہت سارے لوگ پانی دم کروانے کے لئے بوتل لے کر آئے تھے، آپ نے حاضرین کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

آپ آج ختم قرآن کے موقع پر تیل اور پانی کی بوتلیں حافظ صاحب سے دم کروانے لائے ہیں، بڑی اچھی بات ہے اس میں نیک جذبہ ہے، لیکن اگر آپ نے صرف تیل پر دم کروالیا، پانی پر دم کروالیا، اور چلے گئے تو آپ کا یہ عمل کل قیامت کے دن اللہ کے میزان میں کچھ زیادہ وزنی نہ ہوگا۔ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اس عمل کو قبول فرما کر میزان عمل میں وزنی کردے تو کرسکتا ہے۔ لیکن ہمارا یہ عمل کوئی اتنا اہم نہیں کہ یہ بذات خود میزان عمل میں وزنی ہو۔ بوتل دوا کی، پانی میونسپلٹی یا ہینڈ پمپ کا، پھونکنا حافظ صاحب

کا، سب ہی تو فری فنڈ کا معاملہ ہے، آپ کا کیا ہے؟ اس لئے اس سے آگے کا کام کیجئے وہ یہ کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو اس لائق بنائیے کہ وہ قرآن پڑھے پڑھائے، قرآن سنائے اور پھر اس سے پانی دم کروائیے، تیل دم کروائیے، آج یہ ارادہ اگر آپ لے کر جائیں گے تو انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو

حضرت اقدس مدظلہ کے خادم جناب صلاح الدین مونگیری کی والدہ کا انتقال رمضان کے آخری عشرے میں ہوا، حضرت مدظلہ مریدین کی بڑی جماعت کے ساتھ اعتکاف میں تھے، بعد نماز ظہر جناب صلاح الدین صاحب کے اہل خانہ اور معتکفین کے مجمع میں آپ نے تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے اور یہ نصیحت کی:

ہر جانے والے یا جانے والی سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں بھی اس دنیا سے جانا ہے، انسان اس دنیا میں آتا ہے تو مٹھی بند کر کے آتا ہے، اشارہ اس طرف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور عطا کی ہوئی صلاحیتوں کے ساتھ آتا ہے، اور جاتا ہے تو مٹھی کھلی ہوتی ہے۔ اشارہ اس طرف ہوتا ہے کہ دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہے، دنیا کا روپیہ پیسہ، زمین جائداد، دولت وثروت کچھ بھی ساتھ نہیں جا رہا ہے، انسان کے ساتھ صرف اس کا عقیدہ اور عمل جاتا ہے، اس لئے عمل کی درستگی کی طرف توجہ دینی چاہئے، اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے بزرگوں نے مراقبہ موت تجویز فرمایا ہے، تاکہ ہمارا عمل درست ہو، انسان جب یہ استحضار کرے گا کہ وہ مر چکا ہے یا مر رہا ہے تو اس کی زندگی میں واضح تبدیلی پیدا ہوگی، اپنی موت پر، اپنے انجام پر، عذاب قبر پر آخرت پر، آخرت کے احوال پر غور کرتے رہنا چاہئے۔

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر لگا دی جائے

سورہ مزمل کے فوائد

ایک مجلس میں ایک صاحب کو وظیفہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

روزانہ سورہ مزمل گیارہ مرتبہ پڑھا کیجئے سورہ مزمل میں عجیب وغریب فوائد ہیں بے شمار مقاصد کے لئے اس کی تلاوت مفید ہے۔جن میں سے ایک اہم چیز روزی کی کشادگی بھی ہے،علم میں برکت،فیض رسانی میں اضافہ اور آخرت کی فکر بھی اس کی تلاوت کے محسوس فائدے ہیں۔ میں اسے جنرل ٹانک کہا کرتا ہوں ، جیسے سنکارا ہے۔عجیب و غریب آیتیں اللہ تعالی نے اتاری ہیں پھر ہماری تشویق کے لئے فرمایا کہ اب بھی میرا معمول ہے کہ یومیہ ۲۲/دفعہ سورہ مزمل کی تلاوت کرتا ہوں اور کبھی ۴۴/مرتبہ اور کبھی ۵۵/مرتبہ۔(حضرت اقدس مدظلہ العالی اس سورہ کریمہ کی تلاوت کی عام طور پر تلقین فرماتے ہیں اور بہت سارے مریدوں کو اس سورت کی تلاوت سے عجیب وغریب فوائد حاصل ہوئے ہیں حضرت عام طور پر فجر کی نماز سے پہلے یا بعد نماز فجر گیارہ مرتبہ پڑھنے کی تعلیم دیتے ہیں اور بلا ناغہ اس کا اہتمام کرنے کا حکم دیتے ہیں،اگر بعد نماز فجر کسی وجہ سے نہ پڑھ سکیں تو قبل زوال کسی بھی وقت پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

ارشاد فرمایا:

مانگنا ہمارا کام ہے،عطا کرنا اللہ کا کام ہے،ہم مانگتے رہیں گے اللہ دیتا رہے گا۔ بلکہ اللہ تعالی تو بن مانگے عطا فرماتا ہے۔ہم لوگ خود ہی نمک حرامی کرتے ہیں۔سرکشی اور بغاوت ہمارا مزاج ہے۔لیکن اس کے باوجود ایک دن بھی اللہ روزی نہیں روکتے۔نعمتوں کا سایہ ہم پر سے نہیں ہٹتا۔

جو مانگنے کا طریقہ ہے مانگ کر دیکھو
در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

تصوف کیا ہے؟

ارشاد فرمایا:

تصوف کی راہ حقیقت وطریقت اور شریعت کی راہ ہے، اس راہ کے مسافر کے لئے عزم وعزیمت بڑا توشہ ہے، وہ جسے مواظبت اور استقلال کہا جاتا ہے، وہ اسی عزم و عزیمت کا عکس جمیل ہے، مشکل حالات پر قابو پانے کا حوصلہ، آڑے وقتوں میں کلمہ حق کی صدائے دل نواز بلند کرنا، افضل جہاد کے نمونوں میں اضافہ کرنا، دین کے لئے عزیمت کی راہ استعمال کرنا اور عزم مصمم کے ساتھ مسلسل کام کرتے رہنا، وہ مزاج ہے جس کی تعمیر وتشکیل تصوف کرتا ہے۔

بندگی کا فائدہ

ارشاد فرمایا:

زندگی بندگی کے سانچہ میں ڈھلتی ہے تو بصارت میں بصیرت آجاتی ہے، ذہانت فراست سے جاملتی ہے، خون پھینکنے والا دل نور پھینکنے والا دل بن جاتا ہے، اور تجلیات ربانی کا مرکز ہوجاتا ہے، پھر تحریر وتقریر میں تاثیر اور شخصیت میں کشش پیدا ہوجاتی ہے اور قدم قدم پر اللہ کی مدد ملا کرتی ہے۔

انمول موتی

حضرت اقدس کے چند قیمتی جملے ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

(۱) آبلہ پائی کے باوجود آہنی کانٹوں پر قدم بڑھانے کا دوسرا نام ملّی قیادت ہے۔

(۲) ماضی سے کٹ کر مستقبل کی تعمیر ریت پر عمارت ثابت ہوتی ہے۔

(۳) جس اقدام اور عمل، جس جذبہ اور حسن نیت کی امید آپ اپنے رہبر اور رہنما سے کرتے ہیں، اس کا دس فیصد خود بھی کیجئے۔

(۴) اس کی امید نہ رکھئے کہ آپ بے عمل ہوں اور آپ کے رہنما متحرک رہیں۔

(۵) جو قوم نبی کی پہلی مخاطب ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نبی اسی قوم میں پیدا فرماتا ہے، یہ نظام الٰہی ہے۔ آپ کے رہنما اور راہبر بھی آپ میں سے ہونگے اور جیسے آپ ہوں گے راہبر بھی اسی مزاج و انداز کے ہوں گے۔

(۶) دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پہلے خود سوچئے کہ آپ نے ملت کے لئے کیا کیا ہے؟

(۷) سوچئے، سوچئے اور بار بار یکسوئی کے ساتھ سوچئے کہ آپ ملت کے لئے کیا کرتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں، اور اس یقین کے ساتھ سوچئے کہ دوسرے لوگ جنہوں نے ملت کے لئے کچھ کیا ہے، انہوں نے بھی بہت کچھ سوچنے اور سمجھنے کے بعد ہی کیا ہے۔

(۸) ملت اسلامیہ کے لئے کام کرنے والوں پر بے جا تبصرہ اور خواہ مخواہ کا شبہ نہ کیجئے، اپنے اس طرز عمل سے آپ ملت کا کچھ بھلا تو نہیں کر سکتے، ہاں! کام کرنے والوں کو شکست حوصلہ کر سکتے ہیں۔

(۹) قانون الٰہی ہے کہ بصیرت، جرات اور عزیمت کے نتیجہ میں عظمت اور عزت ملا کرتی ہے۔

(۱۰) دین پر رضا کارانہ عمل، معیاری تعلیم، اتحاد اور جرات ملت اسلامیہ کے لئے اتنی ہی ضروری ہے، جتنا جینے کے لئے ہوا، پانی۔

سیاسی افطار پارٹی کے غلط ہونے کی چند وجوہات

پورے ملک میں سیاسی افطار پارٹی کا جو سلسلہ چل پڑا ہے حضرت اقدس مدظلہ العالی اس کے سخت مخالف ہیں، اس سلسلے میں آپ کے سخت بیانات برابر شائع ہوتے رہے ہیں، جن وجوہات کی بناء پر آپ مخالفت فرماتے ہیں آپ ہی کے الفاظ میں یہ ہیں:

(۱) افطار عبادت ہے، افطار کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور افطار کے وقت مومن کو روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے، جس کا تذکرہ حدیث

شریف میں ہے۔عبادت صرف خدا کے لئے ہونی چاہئے اور اس کے لئے ماحول بھی ایسا ہونا چاہئے جس میں تفریحی، سیاسی، یا غیر عبادتی رنگ نہ ہو۔

(۲) افطار عبادت ہے، اور مکمل افطار عبادت ہے۔ چاہے ایک گلاس پانی سے افطار کرلیا جائے، ایک کھجور سے، یا کسی بھی چیز سے، افطار کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔ یہ شروع سے آخر تک عبادت ہے۔افطاری کھا کر دعا کی جاتی ہے، یہ سمجھنا کہ افطار صرف کھانا پینا ہے، یا پہلا لقمہ عبادت ہے بقیہ صرف عام کھانا پینا ہے، صحیح نہیں۔اس لئے عبادت کو اس کے آداب کے ساتھ انجام دینا چاہئے۔

(۳) افطار پارٹی کا ماحول اب تفریحی ہو چکا ہے، اور سیاسی رنگ اس پر غالب رہتا ہے، بلکہ کچھ افطار پارٹیاں تو سیاسی تھرمامیٹر بن چکی ہیں۔لوگ حد یہ کرتے ہیں کہ افطار کے وقت سے قبل، کھانا، پینا شروع کر دیتے ہیں، یہ روزہ کا مذاق اور افطار کی توہین ہے۔ کوئی باغیرت مسلمان اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔

(۴) یہ بھی اخبارات میں آیا ہے، اور بعض پارٹیوں کے بارے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہاں شراب کا نظم بھی تھا۔ سوچئے ''قومی اتحاد'' ''ہندو مسلم یکجہتی''، ''نیشنل انٹیگریشن'' اور ''تہذیبی یگانگت'' کے نام پر کی جانے والی ''افطار پارٹیاں'' کہاں پہونچیں۔

(۵) آج ہم لوگ ''افطار'' میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں، کل ''لکشمی پوجا'' اور ''سرسوتی پوجا'' کی دعوت دیجائے گی کیا نیشنل انٹیگریشن کے نام پر مسلمان پوجا میں بھی شرکت کریں گے؟

(۶) ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ افطار عبادت ہے، عبادت میں غیر مسلموں کو شرکت کی دعوت دی جاسکتی ہے؟ اور انہیں عبادت میں شریک کیا جاسکتا ہے؟ علمائے کرام نے صراحت کی ہے کہ انہیں ایمان کی دعوت دی جاسکتی ہے، احکام واوامر کی دعوت نہیں دی جاسکتی۔

(۷) آج کل عام طور پر تھانہ، پولیس اسٹیشن میں سرکاری حکام کی طرف سے افطار پارٹی کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اور عام طور پر سرکاری حکام ''افطاری کا سامان''، یہاں وہاں، تاجروں اور ٹھیکیداروں سے وصول کرتے ہیں۔ جس کا ''مال حرام'' ہونا طے ہے، مسلمان روزہ دار، اللہ کی رحمت کا طلبگار، رات کے آخری پہر خدا کے نام کے ساتھ پاک اور حلال مال سے سحری کرے اور دن بھر بھوکا، پیاسا رہ کر حرام یا مشتبہ مال سے روزہ کھولے۔ یہ کسی طرح درست نہیں ہے، اور تھوڑی سی افطاری کے لئے روزہ دار اپنے روزہ کو مجروح نہیں کرسکتا۔

افطار پارٹی کے ساتھ یہ سارے نکتے ذہن میں آتے ہیں، اور جو نکتے میں نے بیان کئے ہیں، ان میں سے ہر ایک ایسا ہے جس کے پیش نظر افطار پارٹیوں سے دور رہنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آج کل جو ''سیاسی افطار'' کا سلسلہ شروع ہوا ہے، اس سے بچنا چاہئے، اور اپنے بھائیوں کو بچانا چاہئے۔

یہ خیال رہے کہ روزہ داروں کو افطار کرانے کا اہتمام کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔ انہیں کھجور کا ایک دانہ اور پانی کا ایک گلاس پیش کرنا بھی ثواب ہے۔ انہیں بھر پیٹ افطار کرانا، بھی ثواب ہے۔ اسلئے ''افطار پارٹی'' کی جگہ مسجدوں میں پاک پیسے اور حلال کمائی سے دعوت افطار ہونی چاہئے۔ روزہ داروں کو اس میں شریک کرنا چاہئے اور جو روزہ دار مسجد آجائے اس میں اسے خلوص اور احترام کے ساتھ شریک کرنا چاہئے۔ افطار کے وقت خوش گپی کا انداز نہیں ہونا چاہئے، عبادت کا ماحول ہونا چاہئے۔ اللہ کی یاد سے زبان کو تر رکھنا چاہئے، افطار سے پہلے اور افطار کے بعد دعا کرنی چاہئے۔

اہل مدارس کے لئے رہنما ہدایات

ارشاد فرمایا:

قرآن مجید کو صحیح پڑھنا بنیادی ذمہ داری ہے، جس کے لئے بڑے پیمانے پر صحیح پڑھنے کا مزاج، اور صحیح پڑھنے والوں کی کھیپ تیار کرنا ضروری ہے۔ پہلے مرحلہ میں میرا عزم

یہ ہے کہ جامعہ رحمانی میں درجہ حفظ میں ڈھائی سو طلبہ رکھے جائیں۔ ان کی تعلیم وتربیت کا اچھا نظم ہو، اوران طلبہ میں صحت زبان، صحت تلفظ کا ذوق ابھارا جائے، داخلہ کی بنیاد مقابلہ ہو، آواز اور قوت حفظ مقابلہ کی بنیاد ہیں ۔ یہ نظم جاری کردیا جائے، تو پانچ برسوں میں مدارس میں اس کا ذوق پیدا ہوجائے گا، اور ایسے افراد بھی آسانی سے مل جائیں گے، جو مدارس میں تعلیم دے سکیں ہمارے جو فارغین ہوں گے۔ وہ اداروں میں کام کریں گے، اور بہت جلد پورے ماحول پر اثر انداز ہوں گے۔

(۲) ائمہ مساجد کی تعلیم وتربیت کا تین مہینہ کا مختصر کورس مرتب کیا جائے، اس میں مسائل نماز اور تلاوت قرآن پاک کو بنیادی اہمیت دیجائے گی، اور ائمہ مساجد کو حسب استعداد اور وسائل جامعہ رحمانی میں رکھ کر تربیت دی جائے۔ ان حضرات کے ذریعہ قرآن پاک کو صحیح پڑھنے کا ذوق عام کرنے میں سہولت ہوگی۔ مذکورہ دونوں کاموں کے لئے کیسٹ اور دوسرے وسائل کا استعمال بھی ضروری ہے۔

(۳) مدارس کی تعلیم میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ فارغین کی عربی بہت کمزور ہوتی ہے۔ ان میں تحقیق کا ذوق نہیں ہوتا۔ اس لئے لسانیات کا شعبہ اور مختلف موضوعات پر تحقیق کا ذوق اور اس کام کا موقعہ فراہم کیا جائے۔

لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں اہم ہدایات

ایک عالم دین لڑکیوں کی دینی تعلیم گاہ قائم کرنا چاہتے تھے، حضرت اقدس مدظلہ سے انہوں نے مشورہ طلب کیا جس کے جواب میں آپ نے یہ بنیادی ہدایات تحریر فرمائیں:

(۱) بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت اور ''دنیاوی'' (عصری) تعلیم کا میں قائل ہوں، اور بعض لحاظ سے بچیوں کی تعلیم وتربیت بہت اہم ہے، لڑکوں کو پڑھانا ایک فرد کو تعلیم دینا ہے اور لڑکیوں کو تعلیم وتربیت دینا ایک خاندان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا ہے، مسلم بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے جو فکرمندی آپ کے دل میں ہے، وہ اچھی بہت اچھی چیز ہے۔

(۲) بچیوں کے لئے ادارہ قائم کرنے کا پروگرام بھی درست ہے، منظم ادارہ کے بغیر، مسلسل مربوط اور نتیجہ خیز عمل نہیں ہوسکتا، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ملکی بنیاد پر نہ سہی، صوبائی سطح پر کوئی تنظیم کوئی ادارہ بچیوں کی تعلیم یا کم از کم بنیادی تعلیم کی ذمہ داری قبول کرلیتا، وہ ادارے قائم کرتا، نصاب مرتب کرتا، تربیت اور اساتذہ کی ٹیم تیار کرنے کا کام کرتا، اور تربیت یافتہ اساتذہ (خواتین اور حضرات) کے ذریعہ لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم کا نظم اسلامی فکر ونظر کے مطابق کرتا، شرعی حد بندیوں میں یہ کام انجام پاتا، یہ اجتماعی شکل اب تک ابھری نہیں ہے، اس لئے انفرادی کوششوں اور مقامی جد و جہد کی ہمت افزائی کرنی چاہئے، یہ چھوٹی چھوٹی کوششیں ہی چراغ راہ ثابت ہونگی۔ انشاء اللہ۔

(۳) ایسے ادارہ کے لئے تربیت یافتہ معلم کی دریافت اور یافت دونوں مشکل ہے۔ آپ نے اس کے لئے ''نکاح'' کا نسخہ چنا تھا، وہ شرعاً درست ہے، مگر انتظامی لحاظ سے میری نظر میں یہ تجربہ کامیاب نہیں ہوتا۔

(۴) مقامی بچوں اور بچیوں کی اچھی تعلیم اور معیاری تربیت کا نظم کرنا زیادہ بہتر ہے۔ غیر مقامی بچیوں کی تعلیم کا نظم اس وقت تک نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ دارالاقامہ اور تعلیم گاہ کا معقول انتظام نہ ہو۔ بچیوں کی تعلیم کا نظم ضروری ہے، اس نظم میں جو عملی دشواریاں یا معاشرہ کے مزاج و انداز کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان کے حل کو ذہن میں رکھ کر قدم بڑھانا مناسب ہوسکتا ہے۔

(۵) اچھے اساتذہ اور مربیوں کی تلاش ضروری ہے، مخلص باحوصلہ اور باکردار اساتذہ کا ملنا مشکل ضرور ہے، ناممکن نہیں ہے تلاش جاری رکھئے۔

مسلمانوں کی بے شعوری کا ایک افسوسناک واقعہ

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحبؒ کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا:

اتر مدھے پورہ کا ایک گاؤں ہے بھٹیہ، مسلمانوں کی آبادی پچاس گھروں کی

ہوگی، چھوٹی سی مسجد ہے، کمزور مالی حالت کے لوگ ہیں، میں پہونچا تو پورا گاؤں فرشِ راہ، بچے اور بڑے سب نئے صاف ستھرے دھلے دھلائے کپڑے پہنے، گھنٹوں پہلے سے لمحہ انتظار سے گزر رہے تھے، پہونچا تو عصر کا وقت ہو رہا تھا، جماعت کے ساتھ اسی گاؤں کی مسجد میں عصر پڑھی، اس کے بعد کھایا، اور اس کے بعد میرا وعظ یا وعظ نما کچھ بیان، یہ مرحلے گزر گئے، لوگ بڑے شوق سے بیعت ہوئے، اور اس انیس (۱۹) روزہ سفر میں تقریباً ساڑھے پانچ ہزار افراد داخل سلسلہ ہوئے، میں نے بیعت کے بعد کچھ وعظ پھر کہا جس میں کبر، ریا، اور حسد سے دور رہنے اور دینی غیرت وحمیت بیدار کرنے پر زور دیا، پھر کچھ سوالات کئے تو معلوم ہوا کہ دو حقیقی بھائیوں میں شدید اختلاف ہے، جھگڑا صرف ایک کٹّھہ تین دُھر زمین کا تھا، وہ زمین گاؤں میں تھی اور رہائشی مکان کے لئے مناسب تھی، ان دونوں بھائیوں نے بتایا کہ اس کی قیمت پندرہ سو روپے سے دو ہزار روپے تک ہوگی، میرے سوال کے جواب میں ایک بھائی نے بتایا کہ مقدمہ سے لے کر دوسرے امور پر اخراجات اور نقصانات کی مجموعی رقم تین لاکھ روپے پہونچ چکی ہے، دوسرے بھائی نے بتایا کہ اس کی بھی ایک لاکھ کی رقم ''جھگڑا برد'' ہو چکی ہے۔ معاملات نے بات کہاں سے کہاں تک پہونچائی، دو ہزار کی زمین اور چار لاکھ کا جنازہ! سمجھا بجھا کر میں نے معاملہ سلجھا دیا اور بعد میں یہ خبر بھی آگئی، کہ میرے فیصلہ کو دونوں فریق نے دل سے مان لیا ہے، مگر رہ رہ کر میرے دل میں یہ حادثہ نشتر کی طرح چبھتا، اور بے چین کر دیتا ہے، کتنی بے عقلی اور بے تدبیری آگئی ہے اس ملت میں! ہمارا بھائی مونچھ کی لڑائی لڑتا ہے، مونچھ کے ہر بال کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، مگر اس کا خیال نہیں رکھتا کہ کہیں اس کا چہرہ تو جھلس نہیں رہا ہے؟ شاید وہ سونچتا ہے کہ چہرہ جھلسے تو جھلسے، جلے تو جلے، مونچھ بہرحال سلامت رہنی چاہئے۔

درد زائل کرنے کی اہم تدبیر

ایک صاحب نے اپنی بیماری کے سلسلے میں حضرت اقدس مدظلہ العالی سے کوئی

نسخہ طلب کیا اس کے جواب میں آپ نے خط میں تحریر فرمایا:

آپ نے مجھ سے نسخہ طلب کیا ہے، مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس کوئی نسخہ نہیں ہے۔ میں ڈاکٹر، حکیم بھی نہیں ہوں، اللہ کا نام لیتا ہوں، اللہ کا نام بتاتا ہوں، اللہ کا کلام پڑھتا پڑھواتا ہوں۔ آپ کو جہاں تکلیف ہوتی ہے، وہاں ہاتھ پھیرتے رہیں اور قرآن پاک کا یہ حصہ پڑھتے رہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کم آتیناھم من آیۃ بینۃ و من یبدل نعمۃ اللہ من بعد ما جاء تہ فان اللہ شدید العقاب۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ یقین رکھیں اور اسے باوضو کرتے رہیں، پابندی کریں۔

حج کی ذہنی و عملی تیاری ضروری

حج سفر عشق ہے، جو اسے صرف ضابطے کی عبادت سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، حجاج کرام اللہ کے وفد ہیں اور اس کے لائق احترام مہمان! حج بڑی نعمت ہے، اور اس کی ذمہ داری بڑی اہم، حضرت اقدس مدظلہ العالی کے ایک مرید جناب صلاح الدین صاحب حج کے لئے جارہے تھے انہوں نے حضرت اقدس سے نصیحت چاہی اس پر آپ نے بڑی چشم کشا ہدایات انہیں تحریر فرمائیں:

ذہنی تیاری صرف سفر پر آمادگی نہیں ہے، بلکہ سفر پر آمادگی کے ساتھ ذہن کو اس عظیم سفر کے لئے ہر طرح تیار کرنا ہے، چاہے وہ عزیز و اقارب سے دوری برداشت کرنے کی شکل میں ہو۔ سفر کی مشکلات پر مطمئن ہونے اور مطمئن رہنے کی شکل میں ہو، ''دکھاوا'' سے ''دور رہنے'' کی شکل میں ہو، یا ذہن کو اطاعت و عبادت کے لئے ہر طرح آمادہ رکھنے کی شکل میں ہو۔

اسی طرح ''دل'' کی تیاری بھی ضروری ہے، ہم لوگوں کا دل تو منیاری کی دکان بنا رہتا ہے، جس میں ہر مل کا مال ہوتا ہے، لیکن اصلاً یہ دل تجلیات ربانی کا مرکز بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس دل کو ''صالح'' بنانے کا کام سب سے اہم اور سب سے مشکل کام

ہے، یہ بھی واقعہ ہے کہ یہ مشکل کام انجام پا جائے، تو پورا نظام جسم ''صالح'' بن جاتا ہے، اور پھر تجلیات ربانی کے اثرات جسم کے مختلف حصوں میں محسوس ہوتے ہیں، ''دل کی تیاری'' کے لئے ذکر وفکر، عبادت وتلاوت اور اللہ کی طرف مسلسل متوجہ رہنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

عملی تیاری کا مرحلہ بھی بہت اہم ہے، اوقات کی پابندی، سنتوں کا اہتمام، اللہ کے رسول کے ہر عمل کو اپنی زندگی میں رچا بسا لینے کا عزم اور اقدام، زبان پر قابو، غصہ پر قابو، غیر ضروری گفتگو پر قابو، یہ سب عملی تیاری کا ایک حصہ ہے، ساتھ ہی ''حج کیسے کریں؟'' اسے سمجھنا، کتاب سے، حاجیوں سے یہ بہت ہی اہم ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ ساری چیزیں آپ کے سامنے ہونگی۔

آپ نے زندگی کا سفر بڑی احتیاط کے ساتھ کیا ہے، زندگی کے دن ناپ تول کر گزارے ہیں، اب یہ زندگی کا سب سے قیمتی اور قابل قدر سفر آپ کے سامنے ہے، یقین ہے، اس سفر میں بھی آپ پوری احتیاط برتیں گے اور ہر لمحہ ناپ تول کر گزاریں گے۔

خلافت، منصبِ عزت وشہرت نہیں

بیعت سنت رسولؐ ہے، اسوۂ حسنہ ہے، دلوں کو پاکیزہ اور روشن تر بنانے کی جدوجہد کا آغاز ہے، تزکیہ باطن (جو فرائض نبوت میں سے ایک اہم فریضہ ہے) کے حصول کے لئے بزرگوں نے اس اہم سنت نبویؐ کو اپنایا، پھیلایا اور بڑھایا، جس کے نتیجے میں پاک طینت، پاک باطن، روشن ضمیر انسانوں کی تعمیر وتشکیل ہوئی، اور اخلاق وکردار کی پختگی کے بڑے نادر نمونے سامنے آئے، اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اس دور انحطاط میں بھی اہل اللہ اور مشائخ اس سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور دوائے دل کی تقسیم برابر ہو رہی ہے، مریدین حسب توفیق فیض پاتے ہیں اور اپنی قسمت پہ ناز کرتے ہیں، مرشد سے فیض پانے کی ایک بنیادی شرط اخلاص نیت ہے، اس میں اگر کمی ہوگی تو منزل نگاہ سے اوجھل ہو جائے گی اب

عام طور پر خلافت کی طلب نیت کی خرابی اور منزل کے کھو جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے، حضرت اقدس مدظلہ العالی کے ایک مرید (جو عالم اور مفتی ہیں اور برسوں سے حضرت سے مرید ہیں) نے ایک خط میں حضرت اقدس مدظلہ سے خلافت کی طلب ظاہر کی، حضرت اقدس نے اس کا جو جواب ارشاد فرمایا وہ ہم جیسوں کے لئے اور مریدین وسالکین کے لئے سرمۂ بصیرت ہے، ملاحظہ فرمائیں:

خلافت لی نہیں جاتی ہے، دی جاتی ہے، یہ منصب عزت وشہرت نہیں، منصب خدمت ہے، یہ بڑی ذمہ داری کی چیز ہے، برسوں سے دیکھ کر، حیران ہو رہا ہوں، کہ لوگ ترکیبوں سے خلافت حاصل کرنا چاہتے ہیں، جو تصوف کے مزاج کے بالکل خلاف ہے، اس کا معاملہ ایسا ہے کہ مل جائے تو الحمد للہ، نہ ملے تو سبحان اللہ۔ مرید یہ مان کر چلے کہ مرشد کے پیمانہ پر وہ پورا نہیں اترا ہے، اس لئے خلافت نہیں ملی، اپنی لیاقت، صلاحیت اور ذکر کے اثرات کی کمی کا احساس رہے تو خلافت کی طلب نہیں ہوگی، اپنے اعمال اور اذکار پر اعتماد، سنت کے اہتمام پر بھروسہ اور کسی بھی درجہ میں (کم زیادہ) اپنی اہمیت کا احساس اور کبھی کبھی جہالت اور کبر انسان کو خلافت کا طالب بنا دیتا ہے، بیعت کی منزل خلافت نہیں ولایت ہے، بیعت بسم اللہ ہے اور ولایت اس کی اونچی سطح، بڑی منزل۔

اہلیت اور صلاحیت کی کمی کو دل میں جمایئے، خاکساری پیدا کیجئے، اور اللہ کے لئے خاکساری پیدا کیجئے، بڑھایئے، خلافت کی طلب دل سے رخصت ہو جائے گی، اور یاد رکھئے کہ تواضع رفع درجات کا بہترین ذریعہ ہے، من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ یہاں ارشاد نبوی علی صاحبہا التحیۃ میں ''للہ'' کی قید بڑی اہم ہے، بعض حضرات تواضع کرتے ہیں اور ذرا ان کے مزاج اور ان کے اپنے بنائے درجہ کے نیچے کا معاملہ ہوا تو خفا ہو جاتے ہیں، یہ تواضع دراصل کبر کا لبادہ ہے، کبھی کبھی کبر بطرز ''تواضع'' سامنے آتا ہے۔

خانقاہی نظام طرز زندگی کا نام ہے

ارشاد فرمایا:

یہ خیال رہے، خانقاہ میں خانقاہی اعمال ہونے چاہئیں، کلمات اذان کے ساتھ روح بلالی کی بھی ضرورت ہے، خانقاہیں عمارتوں کا نام نہیں ہے، طاعت و اطاعت کے مزاج، بندگی پر تابندگی کا یقین اور خدا سے محبت اور خدا کے خوف کے درمیان دین کے مطابق زندگی گزرے، یہی خانقاہی زندگی ہے، اور جہاں ایسا ایک فرد بھی ہے، وہ محل میں ہو یا جھونپڑے میں، وہی خانقاہ ہے۔ نظام خانقاہی ایک مستقل طرز فکر کے ساتھ طرز زندگی ہے۔ جس میں سادگی طور پر کاری، بے خودی اور ہوشیاری اتنی کہ دنیا میں رہے، جم کے جئے، دنیا سے دل نہ لگائے، یہ مزاج مطلوب بھی ہے، اور ایسی مزاج سازی کے لئے خانقاہ بہترین جگہ ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد پہلے تیار کئے، ادارے بعد میں بنائے، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ پہلے تیار کئے، کتابت قرآن کا ادارہ بعد میں بنایا، نمازی پہلے تیار کئے، مسجد قبا اور مسجد نبوی بعد میں بنائی۔

تصوف کا نچوڑ

''تصوف'' ذوق بندگی کا نام ہے، یہ طرز زندگی بھی ہے، ہر کام میں خدا کی پسند کو سامنے رکھنا، ہر سوچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز فکر اور طرز عمل کو محور فکر اور راہ نما ماننا ہی تصوف ہے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، لکھتے پڑھتے، آتے جاتے خدا کا خیال رہے، خدا کی مرضی کا لحاظ رہے، یہی تصوف ہے۔ ''تصوف'' کی راہ پر چلنے والے کے درجات ہیں، تصوف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا جاتا رہے، اور تصوف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر بندہ مطمئن اور راضی رہے، اسے بزرگوں نے اس طرح لکھا

ہے۔ العبادۃھی امتثال اوامر اللہ تعالیٰ والعبودیۃھی الرضا بمرضات اللہ تعالیٰ۔

راہ تصوف کے مسافر کے درجات ہوتے ہیں، یوں سمجھئے کہ کوئی ایمان والا مسجد میں دعا پڑھتے ہوئے اس طرح اندر گیا کہ مسجد میں پہلا قدم بایاں پڑا اور اسے احساس نہیں ہوا، وہ صوفی ہے کمزور درجہ کا۔ اور بایاں قدم پڑتے ہی وہ ٹھٹھکا، اور ایک قدم پیچھے پلٹ کر، پھر دایاں قدم اس نے مسجد میں رکھا، اس کا درجہ پہلے والے سے بلند ہے۔

خود پسندی اور ریا سے الگ جو فرائض اور سنن کا جتنا پابند ہے، وہ اتنا ہی بڑا صوفی ہے۔ صوفی وہ نہیں ہے جو پانی پر دوڑے، ہوا میں اڑے، صوفی وہ ہے جو زمین پہ چلے تو دیکھنے والے کہہ اٹھیں کہ اللہ کا بندہ اور اللہ کے رسولؐ کا غلام آرہا ہے۔

اللہ پاک کے اسمائے صفاتی کے اثرات وخواص

فقیر راقم الحروف جون ۲۰۰۸ء میں پہلی مرتبہ عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوا، میں نے دو تفصیلی خطوط ایک مکہ مکرمہ سے اور دوسرا مدینہ منورہ سے حضرت اقدس مدظلہ العالی کے نام بھیجا، مدینہ منورہ والے خط میں میں نے سند حدیث شریف کی اجازت چاہی تھی، نیز حضرت اقدس مدظلہ العالی نے تین سال قبل مجھے اسمائے الٰہی بتانے اور بطور وظیفہ تلقین کرنے کی جو اجازت مرحمت فرمائی تھی اسے تحریر کرنے کی درخواست پیش کی تھی، اس خط کے جواب میں حضرت مدظلہ العالی نے اجازت کے ساتھ ساتھ اسمائے الٰہی کے سلسلے میں بڑی اہم باتیں تحریر فرمائیں، اس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

میں نے آپ کو تعویذ دینے کی اجازت دی ہے، اسماءِ الٰہی بتانے اور سکھانے کی اجازت دی ہے، ''کل یوم ھو فی شان '' اور یہ ''یوم'' چاہے دنیا کا ایک دن، چوبیس گھنٹہ والا دن یا صرف ''نہار'' (طول نہار) مراد ہے، یا قطب شمالی اور جنوبی والا دن، یا دن سے مراد قیامت والے دن کی مدت، جو بھی خدا کی مراد ہو، یہ طے ہے کہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہر دن ایک خاص شان سے جلوہ گر ہوتا ہے، اور اس شان کے اظہار کے لئے ۹۹ اوصاف الٰہی

(جنہیں اسماء الٰہی کہا جاتا ہے) ہیں، یعنی ہر روز خدا تعالیٰ اپنی کسی صفت خاص کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ نہ اللہ نظر آنے والا ہے، نہ اس کی صفتیں نظر آسکتی ہیں، لیکن اس کی صفتوں کے اثرات ظاہر ہوتے رہتے ہیں، لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر، والی آیت اور اس سے پہلے اور بعد کی آیتوں پر غور کیجئے، تو شاید کچھ گرہیں کھلیں۔

اسماء صفاتی کے اپنے اثرات ہیں، اور جس متعین اسم صفاتی کا ذکر کیا جائے تو اس کے اثرات مرتب ہونگے۔ اسماء صفاتی کے اثرات بعض تو قرآن مجید سے لئے گئے ہیں، بعض حدیث شریف سے، اور بعض کی بنیاد تجربہ بھی ہے۔ مثلاً ''یا لطیف'' کا ورد اور فوائد کے ساتھ وسعت رزق کا بھی ذریعہ بن سکتا ہے، یہ نکتہ بزرگوں نے قرآن پاک سے اخذ کیا ہے۔ ''اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء'' پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ لطف الٰہی رزق کی شکل میں بھی ظاہر ہوتا ہے، مفرور کی واپسی کے لئے ''یا معید'' کا کثرت سے ورد مفید ہے، اور بزرگوں نے اس کی تعلیم دی ہے، ''یا بدیع'' اولاد کے لئے اور مہمات امور کے لئے ''یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع'' مہمات امور کے لئے پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ اس کی طرف بزرگوں کا رجحان ''بدیع السموات والارض'' (الانعام) کی وجہ سے گیا ہے، جہاں لا تدرکہ الابصار ہے وہیں قریب میں ''بدیع السموات'' بھی ہے، ہماری آپ کی نگاہیں تو اللہ کو نہیں پاسکتیں، مگر اللہ ہماری نگاہوں کو پاتے ہیں ''وھو یدرک الابصار'' اور جب خدا تعالیٰ ہماری نگاہوں کو پاتے ہیں اور ہم اسے دیکھ نہیں سکتے، اس سے بزرگوں کا ذہن اس طرف گیا کہ عام طور پر ہماری نگاہ اللہ کے نور پر نہیں پڑسکتی، ''لن ترانی'' مگر قوت بصری کو بڑھا کر یا اس میں خاص قوت پیدا کر دیجئے تو نور الٰہی کا جلوہ ہوسکتا ہے۔ اسی نکتہ کو حضرت شاہ صاحبؒ کی زبان میں کہا جاسکتا ہے کہ خدا چاہے تو اس کے لطف وعنایت سے جلوہ ہوسکتا ہے۔ بزرگوں نے ذکر واذکار کے ایک مرحلہ گذرنے کے بعد ''تصور الٰہی'' کی تعلیم بھی دی ہے۔ یہ تعلیم حضرت شاہ صاحب سے پہلے اور بہت پہلے کے بزرگوں میں بھی موجود ہے۔ اور بعد کے دور میں بھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یعنی اس آیت

کا جو مفہوم حضرت شاہ صاحب کے یہاں ہے، وہ مفہوم پہلے بھی ذہنوں میں رہا ہے اور تجربہ میں آیا ہے، مگر ان بزرگوں سے صراحتاً کوئی واضح بات ثابت نہیں ہے، یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے، کہ اگر کوئی بات کہیں لکھی ہوئی یا کہی ہوئی نہیں ملتی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے، وہ بات کہی ہی نہیں گئی، حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں عدم ذکر، عدم وجود کو مستلزم نہیں ہے۔

بات دوسری طرف چلی گئی۔ اور اگر یکسوئی کے ساتھ ذکر اور ''وحی الٰہی'' کو جوڑ کر نہ دیکھا جائے تو یہ باتیں منتشر سی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر غور کیجئے تو یہ سب ایک تار کے مختلف اجزاء ہیں، ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں اور لڑیاں۔

کہہ یہ رہا تھا کہ اسماء صفاتی کے اپنے خواص ہیں، اور ان کا ذکر اس زاویہ سے بھی مفید ہے، بزرگوں نے غور وفکر تلاش وجستجو، ریاضت اور مجاہدہ سے ان کی خصوصیات کو کلام الٰہی یا کلام رسول الٰہی میں پایا، یا پھر اپنے وسیع تر تجربہ سے اسے ڈھونڈھ نکالا، ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور فائدہ پہونچانا چاہئے۔

یہ ساری گفتگو ہو چکی تھی، کہ واقعہ یاد آیا، بات ۶۱، ۱۹۶۲ء کی ہوگی میں حضرت مولانا عبدالباری ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ (یہ حضرت ندوی جلیل القدر عالم دین ہیں، کہا جاتا ہے کہ فلسفہ نے ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا تھا کبھی منطق اور فلسفہ اوڑھنا بچھونا تھا، پھر تصوف کی طرف مائل ہوئے اور اسی کے ہو رہے) مجھے ان کے تفردات سے بڑی دلچسپی تھی، ان سے سوچنے سمجھنے کے نئے افق سے ملاقات ہوتی تھی، اور دل دماغ سوچنے پر مجبور ہو جاتا تھا، میں نے سوال کیا کہ ''علّم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملئکۃ'' میں الاسماء سے مراد کیا ہے، حضرت ندوی مرحوم مجھے مسکرا کر دیکھتے رہے، پھر فرمایا کہ ''اسماء الٰہی'' اگر اس سے مراد لیں تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ ان ان وجوہ کی بناء پر اسماء الٰہی مراد نہیں ہوسکتا، ان وجوہ میں ایک بات

یہ بھی تھی اور میرے خیال میں وہ بڑی مضبوط تھی کہ آگے ہی یہ الفاظ ہیں ۔"انبئونی باسماء ھولاءؑ" سے کیا سمجھا جائے ،فرمانے لگے کہ اسم کبھی مسمی پر بھی بولا جاتا ہے۔ یہاں یہ مراد لے سکتے ہیں۔کہ" ان (ناموں) کے مسمّیات بتاؤ، ان کی ایک دلیل یہ بھی تھی کہ فرشتوں، معصوموں سے وہی سوال مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جوان کے مقام اور ماحول سے ہم آہنگ ہو۔ رکابی پیالہ، سل ،لوڑھیا، دیگچی ڈوئی فرشتوں کا موضوع نہ تھا۔اور اس وقت دنیا بسائی بھی نہیں گئی تھی۔فرشتوں کا موضوع تھا، خدا کی حمد، خدا کا ذکر اور تعمیل حکم، اللہ تعالی نے فرشتوں کو محسوس کرادیا کہ جو تمہارا موضوع ہے، اس میں بھی تم آدمؑ سے بڑھ نہیں سکتے۔حمد اور ذکر تمہارا معمول ہے، مگر اسماء صفاتی کا علم تمہیں نہیں ، آدمؑ کو ہے۔

طلبہ کو گراں قدر نصیحت

طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عزیز طلبہ!

آپ کے والدین، آپ کے بڑوں، آپ کے اساتذہ کی نظر آپ کے مستقبل پر ہے، آج ان کی ساری کوششیں آپ کے درخشاں کل کے لئے ہورہی ہیں، آپ کا مستقبل روشن ہو، تاباں رہے، یہی ان کی آرزو، یہی ان کی جستجو ہے۔

اب آپ کو طے کرنا ہے، کہ

آپ ان کی آرزوؤں کو کس طرح پورا کریں!

اپنے مستقبل کو کس طرح سنواریں!

اور آپ کو یہ بھی طے کرلینا ہے کہ "مستقبل" کا مطلب کیا ہے، موجودہ زندگی کے اگلے حصے اور بس، جینا اور اس دنیا میں جی لینا اور بس ! یا اس زندگی کے بعد دوسری زندگی، دنیا کے بعد ـــــــــــــ آخرت کی زندگی !ـــــ آج آپ کا سوچا سمجھا فیصلہ آنے والے کل کے ہر حصے کو متاثر کرے گا!

یادرکھئے!

انسان کی زندگی سانسوں کے آنے جانے کا نام نہیں ہے، یہ زندگی تو جانور بھی جی لیتے ہیں، پودے بھی سانس لیتے ہی، انسان کی زندگی ہمت، محنت، حکمت اور عبادت کا مجموعہ ہے، آپ دینی روایتوں، اور نجی قدروں کے ساتھ علم کی شمع ہاتھ میں لے کے آگے بڑھیں، روشنی آپ کی زندگی میں بھی رہے گی اور دوسروں کی راہ سے بھی اندھیرا چھٹے گا۔

راہِ تصوف کے ضروری آداب

ایک جگہ تحریر فرمایا:

تصوف کی راہ میں عشق کی طلب اور تڑپ بھی چاہئے حسن کی پرکھ اور پسند بھی، درد کی لہریں بھی چاہئیں لذت درد بھی، راہ حق کے زخم بھی چاہئیں اور عزم وعزیمت کا مرہم اور تریاق بھی، اور ان سب پر توازن واعتدال کی چادر تنی ہونی چاہیے.......... وہ عشق جو چھلک جائے، وہ حسن جو وا ہو جائے، وہ درد جو ٹیس بن کر ابھرے نہیں، وہ مرہم جو تریاق نہ ہوا چھا نہیں ہے چوکھا نہیں ہے!...... عشق وہ نہیں جو جلوہ جہاں آراء میں کھو جائے، عشق وہ عشق ہے جو کوہ کنی پر آمادہ کردے.......... اور تربیت نفس سے بڑھ کر کوہ کنی کہیں اور ہو سکتی ہے؟ حسن وہ ہے جو یوسف عفیف کی نگاہوں کو اور جھکا دے، اور خاموش زبان سے کہدے تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں.......... حسن جو پردہ دری پر اتارو ہو۔ حسن جو وا ہونے میں واہ واہی کے مزے لوٹے، حسن ہے، مگر حسنِ بازاری ہے، حسن درباری ہے۔ اس کا وزن دل میں نہیں ہوتا، وہ صرف نگاہوں کا کھیل ہے.......... اصل حسن، کردار، افکار، قلب ونظر اور عمل کا حسن ہے۔

قرآن ہے شاہد کہ خدا حسن سے خوش ہے
کس حسن سے یہ بھی تو سنو، حسن عمل سے

درد اور دردمندی بھی اس راہ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہے، وہ درد جو سوچ سوچ کر ابھرے، وہ درد جو موقعہ شناس اور مصلحت بیں ہو، وہ درد جو لطیفۂ قلب نہیں سرمایۂ عقل ہو، درد نہیں ہے، درد کے نام پر آرٹسٹک تہمت ہے.........

بندگی کو جلا بخشنے والی دو اہم چیزیں

بندے کی بندگی کو جلا بخشنے کے لئے دو چیزیں بڑی اہم ہیں (۱) خدا کی پہچان (۲) اپنے آپ کی پہچان، اپنے آپ کو پہچاننا پروردگار کو پہچاننے کا ذریعہ ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا) اپنے آپ کی معرفت کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) نفس کی چاہتوں کو مٹانا (۲) خدا تعالیٰ کی مرضیات پر عمل کرنا۔ جب نفس کی خواہشات کو دبایا جائے گا تو فنائیت حاصل ہوگی اور انسان اپنے آپ کو پہچان سکے گا، خدا تعالیٰ کی معرفت کے لئے بھی دو چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) قرآن شریف کی عظمت، اس سے غیر معمولی محبت، اور اس کی تلاوت اور آیات قرآنی میں غور و فکر (۲) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر مخلصانہ عمل۔

نیکی کا اثر

نیکی اپنے آپ میں بڑا اثر رکھتی ہے، نیکی کرنے والا انسان اچھے اعمال، اچھی باتوں، اچھے اخلاق اور خدا تعالیٰ کی مرضیات پر عمل کا اثر اپنے آپ پر، اپنے ماحول اور اردگرد کی دوسری چیزوں پر محسوس کرتا ہے، نیکی نہ صرف نیک انسان کو فائدہ پہنچاتی ہے بلکہ اس کے خاندان اور اس کی نسلوں کے لئے بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی دو آیات میں اس کا واضح اشارہ موجود ہے کہ نیکی کا اثر انسان کے خاندان پر پڑتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ

عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ (سورہ طور، آیت: ۲۰) ترجمہ: اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ان کے پیچھے ان کے خاندان نے بھی ایمان قبول کیا تو ہم نے انہیں ان کے خاندان سے ملا دیا اور ان کے عمل میں کچھ بھی کمی نہیں کی۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَاَمَّا الۡجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیۡنِ یَتِیۡمَیۡنِ فِی الۡمَدِیۡنَةِ وَکَانَ تَحۡتَهٗ کَنۡزٌ لَّهُمَا وَکَانَ اَبُوۡهُمَا صَالِحًا (سورہ کہف، آیت: ۸۲) ترجمہ: اور دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ وہ شہر میں رہنے والے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (چھپا ہوا) تھا اور ان کے والد بڑے نیک تھے۔

بزرگانِ دین کی توجہات کا اثر

بزرگانِ دین کی توجہات پر گفتگو ہو رہی تھی آپ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

یہ توجہ بڑی اہم چیز ہے، اللہ کی توجہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ، پھر مرشد کی توجہ ان توجہات سے کام بنتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں، کرنے والی ذات اللہ کی ہے اسباب کے درجے میں اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی توجہات کو رکھا ہے، جب بندہ اطاعت کرتا ہے، اچھے اعمال میں لگتا ہے، ذکر، تلاوت، استغفار، درود شریف کا اہتمام کرتا ہے، تو اسے اللہ تعالیٰ کی توجہ ملتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے وہ مالا مال ہوتا ہے، اور جب کسی سلسلے میں بیعت ہو کر اذکار و اشغال کی پابندی انسان کرتا ہے تو بزرگانِ دین اور اہل اللہ کی توجہات اس پر پڑتی ہیں۔ قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ جب مونگیر کے لئے روانہ ہو رہے تھے اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر، بڑی قربانی دے کر بہار تشریف لا رہے تھے تو اپنے مرشد حضرت مولانا فضل رحماں گنج مرادآبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کانپور چھوڑ کر مونگیر جا رہا ہوں، آپ سے دعا کی گزارش ہے، اعلیٰ حضرت نے اس موقعے پر صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا: ''مولوی محمد علی میں متوجہ رہوں گا'' اللہ کے کرم کے بعد اسی توجہ کی برکت ہے کہ یہاں خانقاہ کا سارا انتظام بحسن و خوبی چل رہا ہے۔

حضرت مونگیریؒ کی ایک حیرت انگیز کرامت

قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کی ایک کرامت متعدد مجلسوں میں حضرت اقدس مدظلہ العالی سے فقیر نے سنی جو یہ ہے:

مونگیر میں ایک صاحب تھے، اس مجلس میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں، وہ خانقاہ رحمانی میں انتظامی امور سے منسلک تھے اور حضرت مونگیریؒ سے بہت مانوس تھے مگر ان میں ایک بری عادت شراب پینے کی تھی، بزرگوں کا اپنا الگ امتیاز اور انداز ہوا کرتا ہے، حضرت مونگیریؒ ان کو مانوس رکھا کرتے تھے، لیکن بدقسمتی کی بات حضرت مونگیریؒ کی صحبت بابرکت میں رہنے کے باوجود پینے کی عادت ختم نہیں ہوئی، اور وہ صاحب یہ جانتے تھے کہ اگر ہم نے بیعت کا معاملہ کرلیا اور مرید ہوگئے تو ساری چیزوں کی پابندی کرنی پڑے گی، ایک مرتبہ ان کے کچھ دوستوں نے کہا کہ تم حضرت مونگیریؒ سے اتنے قریب ہو، ہر ہفتہ خانقاہ جاتے ہو، خانقاہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہو، حضرت مونگیریؒ کے پیچھے نماز پڑھتے ہو، خانقاہ کے انتظامی معاملات میں دخیل ہو، تم اب تک مرید نہیں ہوئے کیا بات ہے؟ جب دو چار ساتھیوں نے بار بار کہا، تو ذرا غیرت آئی ذرا شرم آئی، حضرت مونگیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جمعہ کا مبارک دن تھا، کہنے لگے حضور میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں بھی بیعت ہوجاؤں، اگر کہیں موت آگئی اور آپ کا دامن نہیں تھاما تو چھ سات سال کی خدمت رائیگاں جائے گی، لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ تو ایک لائن میں سترہ باتوں کا پابند بناتے ہیں، روزہ رکھوں گا، نماز پڑھوں گا، زکوۃ ادا کروں گا، خیرات دوں گا، بھلائی کے کام کروں گا، برائیوں سے دور رہوں گا، یہاں تو ہم ایک ہی کام کرتے ہیں، خانقاہ آتے ہیں، اس کے انتظام و انصرام میں حصہ لیتے ہیں، اور آپ کی خدمت کرتے ہیں، تو آپ جو ہم کو مرید کریں تو ایک ہی بات کا حکم کریں، ایک ہی آئٹم پر مرید کریں، دوسرا آئٹم نہیں ہونا چاہئے، اب بھلا

بتلایئے مرید مرشد سے کہہ رہا ہے کہ ایک آئٹم پر مرید کیجئے دوسرے پر نہیں، حضرت نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے، حضرت مونگیریؒ مرشد کامل تھے، مردِ مومن تھے اور" نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" حضرتؒ نے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا، کہو کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ محمد علیؒ کے سامنے کوئی خلاف شرع کام نہ کروں گا۔ بیعت ہوگئی، گھر چلے گئے اور وہاں سے دکان جا پہونچے، شراب پینے کا وقت آیا، انہوں نے گلاس میں شراب انڈیلی، اور اس ارادہ سے اٹھایا کہ اب پئیں گے، کہ کسی نے کہا کہ حضرت مونگیریؒ باہر کھڑے ہیں، اب جو دروازہ کھولا تو دیکھا حضرت باہر کھڑے ہیں، اب تو پریشان، بھاگے دکان چھوڑ کر، اور پہونچے گھر، پسینہ میں بالکل شرابور ہو گئے تھے، جب ذرا ٹھنڈے ہوئے اور دو تین گھنٹے گذرے تو گھر کی چھت پر گئے، عادت تو پہلے سے بگڑی ہوئی تھی ہی، ٹیبل کرسی لگا کر پھر چاہا کہ جام سے اطمینان حاصل کریں، اس بار جو انہوں نے دوسری جانب جھانکا تو دیکھا حضرت مونگیریؒ ہاتھ میں تسبیح لئے آ رہے ہیں، رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا، سردی کا زمانہ اور سرد رات، انہوں نے سمجھا، یہاں حضرت مونگیری کہاں سے چلے آئیں گے، لیکن انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اللہ کے بندے اللہ کی جانب سے اصلاح پر مامور ہوا کرتے ہیں، چاہے وہ پیغمبر کی شکل میں ہوں، اولیاء کی شکل میں ہوں، علماء کی شکل میں ہوں، یا محدثین کی شکل میں ہوں، یہ اللہ کی جانب سے متعین ہوا کرتے ہیں، انسانوں کی صلاح وفلاح کے لئے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علماء کی قدر کرو، اس لئے کہ علماء کرام اللہ کی سرزمین پر حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق چراغ ہوا کرتے ہیں، کس چیز کا چراغ؟ ہدایت کا چراغ، رہنمائی کا چراغ، راستہ دکھانے والا چراغ "العلماء مصابیح فی الأرض" اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا کہ عالم دین اللہ کی سرزمین پر چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں، اس لئے ان کی تعظیم کرنی چاہئے، اور جب وہ اللہ کی جانب سے یہ خدمت انجام دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں موقعہ دیتا

ہے، مختلف رنگ میں، مختلف روپ میں اور مختلف انداز میں خدمت انجام دینے کا، لوگوں کو صحیح راستے پر لگانے کا، جب انہوں نے دیکھا کہ چھت پہ حضرت مونگیریؒ ہاتھ میں تسبیح لئے تشریف لا رہے ہیں تو گھبرا کے نیچے اتر آئے، بیوی سے کہا کہ دیکھو دکان میں بھی یہ معاملہ ہوا تھا، اور اب مکان میں بھی ہوا، بیوی سمجھدار اور دین دار تھی، اس نے کہا اس کے علاوہ بھی کوئی معاملہ ہوا تھا؟ کہنے لگے ہاں ہاں! حضرت صاحب سے دن میں مرید ہو چکے ہیں، کہنے لگیں پھر تو یہ پینے پلانے کا سلسلہ بند کرو، کہنے لگا کہ ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ایک وعدہ کر کے دامن تھام لیں گے اور نکل جائیں گے، دامن جو تھاما تو اب چھوٹ ہی نہیں رہا ہے وہ تو ہر جگہ کھڑے رہتے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وقت سرد رات میں غسل کیا، تیار ہوئے اور پیدل چل کر خانقاہ رحمانی حاضر ہوئے، اور خانقاہ آنے کے بعد اسی حجرے کے باہر جہاں آپ حضرات ہم سے ملتے ہیں چپ چاپ بیٹھ گئے، جب تہجد کے لئے حضرت مونگیریؒ بیدار ہوئے تو عادت کے برخلاف خادم سے کہا کہ دروازہ کھول دو، خادم کو تعجب ہوا کہ رات کی تاریکی ہے اور سخت ٹھنڈک، خادم نے عرض کیا حضرت بہت ٹھنڈک ہے، حضرت نے فرمایا کھول دو، دیکھو باہر کوئی بیٹھا ہوا ہے، جب دروازہ کھولا تو دیکھا فلاں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا بلاؤ، آئے تو حضرت مونگیری نے کہا میاں! اب کیوں آ گئے؟ انہوں نے کہا حضرت اب جتنی باتوں پر مرید کرنا ہے کر لیجئے، ذرا غور تو فرمایئے! ایک رات میں کتنی تبدیلی آئی، خود ہی آ کر عرض کرتے ہیں حضور! کتنی باتوں پر بیعت کرنا ہے کر لیجئے، اب تو ہر کام کے لئے تیار ہوں، اور حقیقت میں انہوں نے اس کے بعد اپنی زندگی ایسی بنائی کہ لوگ رشک کیا کرتے تھے، اللہ کے نیک بندے کی نگاہ سے نہ جانے کیا کیا ہو جاتا ہے، کوئی نہیں جانتا، حضرت مونگیری وہی تھے جن کو اللہ نے روحانیت کے بڑے مرتبے پر فائز فرمایا تھا،

اور جن کے ذریعہ ہزاروں بھولے بھٹکے نے صحیح راہ پائی تھی، ہزاروں نے نئی زندگی اور نیا ایمان حاصل کیا تھا ؎

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مختلف ضرورتوں کے لئے چند اہم وظائف

مختلف ضرورتوں کے لئے جن وظائف کی تعلیم وتلقین حضرت اقدس مدظلہ العالی فرماتے ہیں، مقاصد کی وضاحت کے ساتھ یہاں درج کرتا ہوں۔ یہ سارے وظائف ایسے ہیں جن سے بلا مبالغہ سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد نے فائدہ اٹھایا ہے اور اب بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، خود فقیر راقم الحروف نے بھی ان وظائف کے اثرات کھلی آنکھوں سے دیکھے ہیں اور حضرت اقدس کی اجازت سے سینکڑوں افراد کو تلقین کئے ہیں اور وظائف کی پابندی کے جو اثرات ان پر ہوئے ان سے اللہ کے کلام کے پُراثر ہونے پر مزید یقین بڑھ گیا۔

(۱) وسعت رزق کے لئے سورہ مزمل زوال سے پہلے پہلے گیارہ مرتبہ پڑھیں۔ وسعت رزق کے علاوہ اس کے دوسرے بہت سارے فوائد ہیں جن کے بارے میں حضرت اقدس کا ایک ارشاد پیچھے گزر چکا، وسعت رزق کے لئے ایک خاص ترتیب کے ساتھ سورہ مزمل کا ورد اس طرح بھی حضرت اقدس مدظلہ العالی تعلیم فرماتے ہیں، سو مرتبہ سلسلے کا دوسرا درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبدِکَ وَرَسُولِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِین وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَی الْمُسلِمِینَ وَالْمُسلِمَات۔ پھر سورہ مزمل ہر مرتبہ بسم اللہ کے ساتھ گیارہ بار، اس کے بعد یا مغنی گیارہ سو مرتبہ، پھر سو مرتبہ سلسلے کا دوسرا درود شریف (جو اوپر لکھا گیا) اسی طرح کم فرصت والوں کو بعد نماز ظہر سلسلے کا دوسرا درود شریف سو بار پڑھنے کی تعلیم فرماتے ہیں۔ جمعہ کے دن زوال سے پہلے پہلے سورہ کہف کی تلاوت کو بھی وسعت

رزق کے لئے مفید اور مجرب بتاتے ہیں۔

(۲) مختلف معاملات اور مسائل کے حل کے لئے اور خاص طور پر مقدمات میں کامیابی اور ان سے نجات کے لئے ذیل کا وظیفہ تعلیم فرماتے ہیں: یَابَدِیعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیرِ یَا بَدِیع بارہ سو مرتبہ بعد نماز عشاء بارہ دن تک۔ اگر وسعت رزق کے لئے یہ ورد کرنا ہو تو اس طور پر پڑھیں: یابدیع العجائب بالرزق یا بدیع۔

(۳) مقاصد کی تکمیل، اور مختلف معاملات و مسائل کے حل کے لئے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سورہ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ اکتالیس مرتبہ پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور اسے بہت مجرب وظیفہ قرار دیتے ہیں۔ جو افراد تعویذ دیتے ہیں ان کے لئے اس وظیفے کو لازمی ارشاد فرماتے ہیں۔

(۴) گم شدہ کی واپسی کے لئے سورہ لایلف قریش بکثرت پڑھ کر دعا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اسی طرح اول آخر سات سات مرتبہ درود شریف، درمیان میں یا معیدُ گیارہ سو مرتبہ۔

(۵) فَسَهِّلْ یَا اِلٰهِی کُلَّ صَعْبٍ
بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَهِّلْ

مذکورہ بالا شعر، شعر بھی ہے ورد بھی اور بڑی اہم دعا بھی۔ مختلف مشکل مرحلوں میں اس دعا کی تکرار مفید بتلاتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زیادہ پریشانی اور الجھن حضرت اقدس مدظلہ العالی سے بیان کرتا ہے تو فوراً یہ دعا آپ کی زبان پر جاری ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے کی کوئی خاص تعداد آپ نے نہیں بتائی ہے، ہاں بکثرت دہرانا ضرور مفید ہے۔

(۶) جس کسی کو آسیبی اثر ہو گیا ہو اس کے لئے مندرجہ ذیل وظیفہ تلقین فرماتے ہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ط

وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيۡتُمُوۡنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ○ (سورہ ابراہیم، آیت:۱۲) ۔گیارہ مرتبہ صبح شام مریض پڑھ کر اپنے آپ کو دم کرے اور ایک گلاس پانی پر دم کر کے پی لیا کرے، اسی کے ساتھ ساتھ روزانہ کوئی ایک وقت متعین کر کے اول آخر درود شریف پچیس پچیس مرتبہ درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا (سورہ نساء: آیت:۴۵) ۔ایک سو پچیس مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

(۷) آسیب اور جنات کے اثرات کے دفعیہ کے لئے یہ وظیفہ بھی تعلیم فرماتے ہیں، اول آخر درود شریف پچیس پچیس مرتبہ درمیان میں قرآن مجید کی یہ دو آیتیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ستر ستر بار وَلَقَدۡ فَتَنَّا سُلَيۡمٰنَ وَاَلۡقَيۡنَا عَلٰى كُرۡسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ (سورہ ص، آیت:۳۴) ۔اِنَّ الَّذِيۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِيۡقِ (سورہ بروج، آیت:۱۰)

(۸) مختلف امراض سے شفایابی کے لئے: سورہ فاتحہ گیارہ گیارہ بار صبح شام پڑھ کر ایک گلاس پانی میں دم کر کے مریض پی لیا کرے۔اسی طرح یَا شَافِیۡ اَنۡتَ الشَّافِیۡ لَا شِفَاءَ اِلَّا مِنۡكَ۔ چالیس مرتبہ پڑھ کر ایک بوتل پانی میں دم کرلے اور تمام دن پیتا رہے۔ حدیث شریف کی دعا اسئل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك سات مرتبہ پڑھ کر پانی میں دم کر کے روزانہ پئے۔

(۹) سحر اور جادو کے خاتمے کے لئے: سورہ والصفت کی ابتدائی آیتیں (شروع سے من طین لازب تک) سورہ جن مکمل اور آیۃ الکرسی خالدون تک۔ پڑھ کر مریض اپنے آپ پر بھی دم کرے، اور ایک بوتل پانی میں دم کر کے پیا کرے۔

دینی خدمت انجام دینے والوں کے لئے گراں قدر نصیحتیں

''راقم الحروف نے مرشدی حضرت اقدس مدظلہ العالی کی خدمت میں نومبر ۲۰۱۱ء میں چند قیمتی دن گزارے اس مبارک موقع پر اپنی سہولت کے لئے حضرت اقدس کی چند نصیحتوں کو لکھ لیا تھا اور ۱۷ر نومبر کو بعد نماز مغرب حضرت کی خدمت میں تحریر پیش کی حضرت نے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا ''بہت ٹھیک ہے'' اسی کے ساتھ ساتھ چند مبارک الفاظ اپنے قلم سے تحریر فرمائے اور میری حقیر درخواست پر دستخط بھی ثبت فرمائے۔''

(۱) تمام دینی کاموں کو اخلاص، اہتمام اور دیانت داری کے ساتھ انجام دیں، اور ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھیں کہ ہم دین کا کام کر رہے ہیں یہ دھیان جتنا پختہ ہوگا دین کے کام اتنی احتیاط اور امانت داری کے ساتھ انجام پائیں گے، اسی طرح دین کے کاموں میں دنیا کی آمیزش نہ ہونے دیں ورنہ وہ دین نہیں دنیا ہوگا، اور آخرت کے اجر سے محرومی ہاتھ آئے گی، دینی کاموں کو جتنے اخلاص اور نیک ارادہ کے ساتھ انجام دیا جائے گا ویسے ہی نتائج اور اثرات سامنے آئیں گے۔

(۲) یہ احساس زندہ رہے کہ ہم سب اللہ کے سپاہی ہیں جب جیسی دینی ضرورت اور ملی خدمت سامنے آئے اسے انجام دینا چاہئے دینی کاموں میں شخصیت اور منصب کے تحفظات برتنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اور یہ تو اور بھی برا ہے کہ عالم دین یا خادم ملت دین وملت کی خدمت کے نام پر اپنی شخصیت کا گول گنبد تعمیر کرے، اور دینی مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح دے، یا ملت کے نقصان کی قیمت پر اپنی ذاتی اغراض کا سودا کرے۔

(۳) مالی معاملات سے حتی الامکان اپنے آپ کو دور رکھیں اور جہاں اس کے بغیر چارہ نہ ہو وہاں شفافیت کا پورا خیال رکھیں، اور مالی معاملات کا نظم اس طرح کار کھیں کہ خدا کی

بارگاہ میں بھی حساب دینا آسان ہو اور عوام کے چوپال میں بھی! اپنا دل "مایۂ دنیا" کی محبت سے خالی رکھیں ورنہ نیت کے بدلتے دیر نہیں لگتی اور پھر توجیہ و تاویل بعید کے ذریعہ مالی معاملات میں خیانت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور شفاف دامن آلودۂ عصیاں ہو جاتا ہے۔

(۴) مالداروں سے بے نیازی برتیں، دین کی خدمت کے نام پر اصحاب مال کی کاسہ لیسی کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، دینی و ملی ضرورت کے سلسلے میں محتاط اور بے نیازانہ تعلقات کی تو گنجائش ہے لیکن اپنے علمی وقار کو مجروح اور صفت خودداری کو قتل کر کے مال والوں کے آگے اپنے آپ کو جھکا دینا بدترین خیانت اور علم و دین کی توہین ہے اور جہاں کہیں ایسا ہوتا ہے وہاں قدم قدم پر دین رسوا ہوتا ہے اس لئے کہ غلط ذہنیت رکھنے والے مالدار علماء کو "ہاتھ کا رومال" اور "کلوخ کا ڈھیلا" سمجھتے ہیں کہ استعمال کیا اور پھینک دیا۔

(۵) اپنے دل و دماغ کو سوچنے کا عادی بنائیں، ملت کے سلسلے میں مسلسل سوچتے رہنے سے نئی نئی راہیں کھلتی ہیں اور بہتر خدمت کا موقع ملتا ہے، ہم لوگ دنیا کے بارے میں تو بہت سوچتے ہیں لیکن دین کے بارے میں کچھ سوچنے کی فرصت ہمارے پاس نہیں ہے ہمارا بنیادی نشانہ دین ہے دنیا نہیں، دنیا تو ویسے ہی ہمارے قدموں میں آجائے گی اگر ہم مخلصانہ دین کی خدمت کریں گے۔

(۶) وسائل کی کمی سے ہمت نہیں ہارنا چاہئے، آج کی "قلت" کل کی "کثرت" میں بدل جائیگی، "سورہ انشراح" میں اس سلسلے میں عجیب تسلی ہے دین کا کام کرنے والوں کو بلند حوصلہ اور مضبوط ارادہ سے کام لینا چاہئے، انبیاء کی زندگی میں اس کا بہترین نمونہ موجود ہے، انبیاء، اولیاء اور بزرگان دین کی مبارک زندگی سے ہر ایک خادم دین کو حوصلہ ملتا ہے۔

(۷) تعریف سے خوش فہمی اور مخالفت سے شکست حوصلگی میں مبتلا نہ ہوں، یہ دونوں چیزیں "منزل" سے دور کرنے والی ہیں، خادم دین کی نگاہ اللہ کی رضا پر رہنی چاہئے، تعریف

اور مخالفت دونوں وقتی چیزیں ہیں، ان سے پہلو بچا کر نکل جانا ہی زیادہ بہتر ہے، جب رضائے الٰہی پیش نظر ہو تو تعریف اپنا مزہ اور مخالفت اپنا اثر کھو دیتی ہے۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہئے
پیش نظر تو مرضیٔ جاناں نہ چاہئے

(۸) آرام پسندی اور آرام طلبی کے بجائے مشقت اور جانفشانی کی عادت ڈالیں، رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کریں، اور یہ یاد رکھیں کہ خدمت دین کی راہ ''پھولوں کی سیج'' نہیں ''کانٹوں کا بستر'' ہے جس نے جب کبھی جتنی اور جیسی بھی خدمت دین وملت کی کی ہے وہ مشکل مرحلوں سے گزر کر، اور پریشانیاں سہہ کر انجام دی ہے۔

(۹) دین وملت کی خدمت کی راہ میں تفویض وتوکل کو اپنا سرمایہ بنائیں، جب اللہ پر مکمل بھروسہ ہو تو مصائب میں بھی دل پریشان اور ہمت پست نہیں ہوتی ہے، جب اسباب اختیار کر لیے جائیں اور نتائج اللہ کے سپرد کر دیئے جائیں تو ہر قدم پر اللہ کی مدد ملتی ہے اور ہر لمحہ اللہ کا کرم شامل حال ہوتا ہے۔

(۱۰) اپنے ارادوں کو بلند رکھیں، جب بلند ارادے اور عزائم دل میں پیدا ہوتے ہیں تو بڑے کام انجام پاتے ہیں، وسائل کی قلت کی وجہ سے بلند ارادوں سے دست کش ہو جانا کم ہمتی کی بات ہے، اگر ارادوں پر عمل نہ بھی ہو سکا تو اچھی نیت کا ثواب تو ہرگز ضائع نہیں ہوگا،

(۱۱) عصری تعلیمی اداروں میں دینی جہت قائم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اب بھی اگر اس طرف توجہ نہیں دی گئی تو ملت کا زبردست خسارہ ہوگا، ملت جن دینی بنیادوں پر قائم ہے ان کی حفاظت کا یہ بھی ایک اہم ذریعہ ہے، اور آج کے حالات میں اس طرف توجہ دینا، اور عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا ملت کی عظیم خدمت ہے۔

(۱۲) پوری امت کو مذہبی، تہذیبی، فکری، اور عملی ارتداد سے بچانے کی بھرپور محنت

کریں، جوفکری انحراف امت میں پروان چڑھ رہا ہے اس کی یلغار سے امت کی حفاظت کرنا انتہائی ضروری ہے، اس کے ذرائع یہ ہوسکتے ہیں۔

۱) تعلیم دین کے معیاری مکاتب کا قیام، جہاں قاعدہ، اور ناظرہ قرآن کے ساتھ ساتھ دین کے مبادیات کی تعلیم بھی دی جائے، اور طلبہ کو ان پر عمل کا عادی بنایا جائے۔

۲) دین کی عظمت اور قدر و قیمت پر وعظ و تقریر کے حلقوں اور جلسوں کا اہتمام۔

۳) اسٹیکرس، چھوٹے رسائل، اور عام فہم دینی پمفلٹ کے ذریعے تبلیغ دین۔

۴) اسلامی شعار اپنانے کی تلقین۔

۵) علماء وائمہ سے عوام کو جوڑنے کی ذہن سازی (اس سلسلے میں علماء وائمہ اور عوام دونوں کی ذہن سازی کی ضرورت ہے) علماء اور ائمہ کے استثنائی واقعات سے عوام میں برگشتگی آتی ہے عوام کو سمجھانا اور ان میں علماء اور ائمہ کی عظمت و اہمیت اور افادیت کو بٹھانا ضروری ہے، اسی طرح علماء اور ائمہ کو نفع رسانی کی طرف متوجہ کرنا اور انہیں عوام سے قریب رہنے کے لئے آمادہ کرنا اور عوام میں تیاری کے ساتھ کام کرنے کی عادت ڈالنے کی تربیت دینا ضروری ہے۔

(۱۳) مختلف دینی مسائل کے سلسلے میں اٹھنے والے سوالات واشکالات کو جواب معقول اور متوازن طریقے پر دیں، جواب دیتے ہوئے سوال کرنے والے کی دینی وعلمی صلاحیت پیش نظر رہے، جواب آسان زبان میں دیں، باتوں کو مثال کے ذریعہ سمجھائیں، کوشش یہ کریں کہ آپ سائل کو مطمئن کرسکیں، الزامی جواب دے کر پیچھا چھڑانا، یا سائل کی توہین کرکے اسے خاموش کردینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

☆.....☆.....☆

اصل مسئلہ بحیثیت مسلمان تعلیم یافتہ ہونا ہے

مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ مسلمان رہتے ہوئے تعلیم یافتہ ہونا ہے، نئی نسل جو مدرسہ کی گزرگاہ کو چھوڑ کر دوسرے تعلیمی اداروں میں جارہی ہے، انہیں دین کی بنیادی باتوں کا علم نہیں ہوتا۔ میرے پاس ایسے پڑھے لکھے نوجوان آتے رہتے ہیں، جو استغفار، درود شریف اور نماز پڑھنے کے طریقہ سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ آپ اسے کمی سمجھیں یا نہ سمجھیں، مگر یہ حقیقت ہے کہ آر، ایس، ایس جہاں پچاس سال میں ہمیں نہیں پہنچا سکتا، وہاں ہم پچیس سال میں پہنچ رہے ہیں۔ اس ملک میں ہمارا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ تعلیم یافتہ ہوں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ امت بحیثیت مسلمان تعلیم یافتہ ہو، ہم میں سے ہر ذمہ دار، حساس فرد کو اس نکتہ کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ ہمارا دین، علم حاصل کرنے کی بھرپور ہمت افزائی کرتا ہے، ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارا علم ہمیں دین داری سے دور تو نہیں کر رہا ہے۔

آج مسلمان اپنی صلاحیت سے زیادہ شادیوں میں خرچ کرتے ہیں، مکان کی تعمیر پر ہمارا متوسط اور اس سے اوپر کا طبقہ زیادہ خرچ کرتا ہے، اس تناسب سے تعلیم پر بہت کم خرچ کیا جارہا ہے، پیسہ کی ہوس زیادہ ہے، علم کا ذوق وشوق کم ہے، یہ خطرناک رجحان ہے، مسلمانوں کو اپنی سوچ اور ترجیح میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

(مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ العالی)